Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۸ — ۵ اگست ۱۹۳۳ء — ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل — ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ — جلد ۳۲

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
انسائیکلوپیڈیا میں ذکر احمدیت	۲۸۵ — ۲۸۷	ترجمہ از "ابن عمر"
مذہب کی ابتداء	۲۸۷ — ۲۹۰	ترجمہ انگریزی ریویو از عبدالرحیم شبلی
کیا مذہب ناکارہ ہو چکا؟	۲۹۰ — ۲۹۲	ترجمہ انگریزی ریویو از عبدالرحیم شبلی
کیا اسلام ٹرکی سے ناپید ہے؟	۲۹۳ — ۲۹۵	ترجمہ انگریزی ریویو از عبدالرحیم شبلی
پردہ سسٹم اور تپ دق	۲۹۵ — ۲۹۷	ترجمہ انگریزی ریویو از عبدالرحیم شبلی
نذرِ شہِ لولاک	۲۹۷ — ۲۹۸	ترجمہ انگریزی ریویو از عبدالرحیم شبلی
قرآن مجید میں ربط و نظم	۲۹۹ — ۳۰۷	مولانا عبداللطیف صاحب خانپور
مسیح کا صلیب پر لٹکایا جانا موجب توہین نہیں	۳۰۷ — ۳۱۳	مولانا جلال الدین صاحب شمس
الاستفسار		المستفسر "ابن عمر"
اسلام بحیثیت تبلیغی مذہب	۳۱۴ — ۳۱۷	جناب محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر
حدوث روح از رگوید مقدس	۳۱۸ — ۳۲۱	مولانا پنڈت ناصر الدین عبداللہ صاحب بگولی
ریویو	۳۲۱ — ۳۲۲	ایڈیٹر
ختنہ	۳۲۳ — ۳۲۴	ماخوذ

چندہ سالانہ اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے

چندہ سالانہ بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت کے بند ہو گیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودگی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سواے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو۔ خدا تمھارے دل میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

خریداران ریویو سے

مندرجہ بالا ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پڑھ کر آپ اپنی اپنی جگہ سوچیں۔ کہ آپنے اسکی تعمیل کس حد تک کی ہے۔ کئی مستطیع احمدی اصحاب ہیں جو ریویو آف ریلیجنز کو نہیں خریدتے۔ اور کئی ہیں جو پہلے خریدار تھے اور اب خریداری چھوڑ چکے ہیں جو اپیل بھی کی جائے بہرے کانوں پر پڑتی ہے۔ اور پھر جو خریدار ہیں وہ اپنے فرض کو یہیں تک محدود سمجھتے ہیں۔ کہ خود خرید لیا حالانکہ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس کی توسیع اشاعت کا کام بھی کریں۔ اسوقت خریداروں کی تعداد نہایت قلیل ہے اور خرچ آمد سے ڈیڑھ گنا اور رسالہ کا نند نقصان میں ہے۔ جس کا جلد تر تدارک ہونا چاہیئے ✧

منیجر ریویو - قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اسلام کے باب میں "جدید ترین نشوونما" کے ذیلی عنوان کے تحت انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی جدید ترین اشاعت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا جن الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ نذرِ خدمت احباب گرامی مرتبت ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس سلسلۂ تالیف کے ذریعہ جس کا آغاز آج سے قریباً ڈیڑھ سو برس قبل ۱۷۶۸ء سے ہوا۔ اور جو مغرب میں علوم کی ترقی کا معیاری نقطہ ہے دنیا کو ہمارے سلسلہ سے روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر چند کہ اس سے پہلے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز میں "قادیانی" کے عنوان کے تحت ہمارا ذکر موجود ہے۔ لیکن اس سے قبل "برٹینیکا" کی تیرہ اشاعتوں میں سے کسی ایک میں بھی سلسلہ کا تذکرہ نہیں ملتا،

اصل سطور کو پڑھنے سے قبل یہ معلوم کرنا فائدہ سے خالی اور دلچسپی سے بعید نہیں ہوگا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی بارھویں جلد کے صفحہ ۱۱ پر احمدیت کے متعلق یہ مضمون:-

Sir Thomas Walker Arnold

(سر آرنلڈ) کے قلم سے نکلا ہے، جو کسی زمانہ میں گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں اور غالباً یہ سر موصوف کا آخری مضمون ہے جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تحریر کیا۔ کیونکہ اس کی اشاعت کے جلد ہی بعد آپ کا انتقال ہوگیا تھا۔ آپ لکھتے ہیں:-

"دورِ جدید میں سب سے اہم فرقہ دارانہ نشوو ارتقا 'وہابیوں' 'بابیوں' اور 'احمدیوں' کا ہے مؤخر الذکر تحریک کے بانی مرزا غلام احمد ہیں جنہوں نے ۱۸۷۹ء میں قادیان کی بستی سے جو صوبہ پنجاب ہندوستان میں واقع ہے۔ دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔

آپ کا دعویٰ نہ صرف مہدی موعود کا تھا بلکہ آپ مسیح موعودؑ ہونے کے بھی مدعی تھے حالانکہ یہ دو شخصیتیں اسلام کے رواجی علم کلام میں بالعموم جداگانہ اور مختلف قرار دی گئی ہیں، ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اصلاح جو آپنے اسلامیوں کے عقائد میں کی وہ یسوع مسیح کی وفات سے متعلق ہے۔ مسلمانوں کا عام اعتقاد یہ ہے کہ مسیحؑ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور ان کی جگہ ان کا ایک شبیہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ اس کے برعکس آپنے یہ بتلایا کہ فی الحقیقت مسیحؑ ہی صلیب پر چڑھائے گئے لیکن ابھی زندہ ہی تھے کہ ان کے پیروان نے انہیں صلیب سے اُتار لیا، رفتہ رفتہ، ان کے زخم مندمل ہو گئے، پھر انہوں نے کشمیر کا رُخ کیا جہاں انجام کار وہ فوت ہو گئے اور ان کا مزار ابھی تک شہر سری نگر کشمیر میں موجود ہے، اس طریق سے آپنے آسمان سے یسوع مسیح کی آمد ثانی کی امید کو منقطع کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ آپ خود ہی وہ مسیحؑ ہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ مسیحؑ آپ میں حلول کر آیا تھا کیونکہ آپ مسئلہ تناسخ کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ آپ یسوع مسیح کے مثیل بنکر آئے اور آپؑ موجودہ نسل کے لئے بالکل اسی طرح یسوع مسیح تھے جس طرح ایلیا کی جگہ پر یوحنا تھا، کیونکہ وہ یوحنا کی خو بو اور قوی لیکر ظاہر ہُوا تھا۔

اس امر کے ثبوت میں کہ آپ یسوع مسیح کی خو بو اور قوی لیکر مبعوث ہوئے آپنے اپنے خُلق کی حلیمی، اپنی تعلیمات کی امن پسندانہ روش اور حاضر الوقت ضروریات سے مناسبت اور اپنے معجزات کے ذریعہ یسوع مسیح سے اپنی شخصیت اور کیریکٹر کی مماثلت کو ثابت کیا۔ مسئلہ جہاد کی جسے عام طور پر کفار سے جنگ کے معانی میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اپنے امن پسندانہ دعویٰ کی مطابقت میں آپنے یہ تشریح کی کہ سب سے بڑھکر، اس سے مراد زہد و اتقا کی جد و جہد ہے،

مرزا غلام احمدؑ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہُوا۔ اور آپؑ کی وفات سے چند ہی برس بعد آپ کے متبعین دو گروہوں میں منقسم ہو گئے، جن میں سے ایک کا صدر مقام قادیان ہے، اور دوسرے کا لاہور۔ اس سلسلہ کے ہر دو فریق ایسے مخلص اور ایثار پیشہ افراد کی خدمات حاصل کرنے میں کامیاب ہیں جو غیر مختتم طور پر بحیثیت مبلّغ مناظر اور ناشر کے پوری مستعدی سے سرگرم عمل ہیں، وہ دعوت و تبلیغ کی ایک ایسی وسیع جد و جہد پر ضبط قائم کئے ہوئے ہیں جو نہ صرف ہندوستان مغربی افریقہ، مارشس اور جاوا (جہاں انکی مساعی زیادہ تر اپنے ہم مذہبوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے میں صرف ہو رہی ہیں) بلکہ برلن، شکاگو اور لنڈن تک بھی پھیلی ہوئی ہیں۔ یہاں ان کے مبلّغین نے خاص مساعی یوروپین لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے میں صرف کی ہیں، اور اس معاملہ میں وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے لٹریچر میں اسلام کو اسی طریق سے پیش کیا ہے جو ان کے نزدیک ایسے لوگوں کو بھی اپنی طرف جذب کر سکیگا۔ جنہوں نے جدید انداز پر تعلیم حاصل کی ہے۔ اور اس طرح نہ صرف یہ کہ غیر مسلموں کو ان کی طرف کشش ہو گی اور اسلام کے عیسائی مخالفین کے حملوں کا ردّ ہو سکیگا بلکہ ان مسلمانوں کو بھی واپس اسلام میں لایا جا سکیگا جو دہریّت یا طبیعت کے اثرات سے متأثر ہو چکے ہیں۔"

"ابن عمر"

مذہب کی ابتداء

(از قاضی محمد اسلم صاحب پروفیسر بی۔ اے کیمبرج)

مذہب کو تباہ و برباد کرنے کیلئے جو پیہم سازشیں ہو رہی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُس کی ابتداء کو بعض ایسے واقعات سے منسوب کیا جاتا ہے جو مذہب شروع ہونے سے قبل کے زمانہ کے ہیں۔ خیال یہ ہے کہ اگر مذہب کی ابتداء اس طرح پر ثابت ہو جائے تو پھر اس کی وہ قدر و قیمت نہیں رہتی کہ جس کا وہ دعویدار ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر مذہب کا ارتقاء دوسرے انسانی علوم کی تدریجی ترقی کی طرح ثابت ہو جائے تو پھر اُس کی وہ طاقت اور قوّت نہیں رہتی کہ جو ہمارے خیال میں اُس کی فی الحقیقت ہے۔ کیونکہ ہم اُس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی اور الہام سمجھتے ہیں۔

برخلاف اِس کے علمائے زمانہ اور خصوصاً عیسائیت کے علمبردار بعض ایسی من گھڑت تھیوریاں پیش کر رہے ہیں۔ جن کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو مذہب کی وہ تمام امتیازی خصوصیات بیک قلم موقوف ہو جاتی ہیں۔ جن کا اُسے حامل ہونا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ وہ بنی نوع انسان کے افادہ و استفادہ کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایمانیات، اخلاقیات اور معاشرت کا ایک مکمل مجموعہ ہوتا ہے۔ اِس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کے ارتقاء کے متعلق جو اسقدر تھیوریاں پیش کی جاتی ہیں وہ کس حد تک درست ہیں۔

یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کی ابتداء کے متعلق بہت سے نظریئے ہیں۔ لیکن اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو سب نیچریوں کے لئے قابل قبول ہو۔ نہ ہی اُن میں سے کوئی ایسا منطقیانہ نظریہ ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کو سنجیدگی کے ساتھ لیا جاسکے۔ جتنی بھی کوششیں مذہب کی تفصیل بیان کرنے کے بارہ میں ہوئی ہیں وہ سب اُن لوگوں کی طرف سے ہیں جو مذہب کو کسی سنجیدہ اور متین نقطۂ نظر سے مشاہدہ نہیں کرتے بلکہ محض اپنی تماشہ بینی کی حرص کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

پس مذہب کے ارتقار کی تھیوریوں پر بحث کرنے کیلئے مشکل یہ ہے کہ ایک تو وہ بہت کثرت سے ہیں اور دوسرے اُن کو باقاعدہ طور پر جمع نہیں کیا گیا۔ اور جب تک اُن کو ترتیب وار جمع نہ کیا جائے ان پر ایک سیر کُن بحث کرنی قریباً ناممکن ہے۔

تاہم کچھ عرصہ ہُوا پروفیسر جوڈ صاحب نے اِن تھیوریوں کو اپنی کتاب "مذہب حال و مستقبل" میں ترتیب وار جمع کیا ہے۔ اور ہمارے لئے ممکن ہو سکا ہے کہ ہم ان نظریوں پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں۔ پروفیسر صاحب کے نزدیک مذہب کو اِس زمانہ سے قبل کے واقعات سے وابستہ کرنے کی تین کوششیں کی گئی ہیں:۔

اوّل۔ پہلی تھیوری کی رُو سے مذہب اُس خوف کی وجہ سے معرضِ ظہور میں آیا جو ابتدائی انسان کو بے رحم اور غیر ہمدرد قدرت کی طرف سے پیدا ہُوا تھا۔ ایسی قدرت سے ڈر کر انسان نے اپنے دماغ میں ایک ایسے خدا کا نقشہ بنا لیا کہ جس کی طرف وہ قدرت کے مظالم سے پناہ لینے کی خاطر متوجہ ہوتا تھا۔ پہلے تو یہ محض ایک واہمہ ہی تھا بعد میں حق الیقین بن گیا۔

دوم۔ دوسری تھیوری ایک نفسیات کے ماہر سائنٹسٹ فریوڈ کی طرف سے ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مذہب ڈر اور خوف کی وجہ سے پیدا نہیں ہُوا بلکہ یہ جدت طراز انسان کے دماغ کی اختراع ہے اُن قربانیوں کو جائز ثابت کرنے کی خاطر جو وہ اپنے حیوانی جذبہ کو مٹانے کی غرض سے اس لئے کرتا ہے تا وہ انسانی سوسائیٹیوں میں باوقار زندگی بسر کرے اور اپنے آپ کو تہذیب یافتہ کہلائے۔ فریوڈ کے نزدیک ایک "قدرتی آدمی" محض چند نفسانی اور حیوانی جذبات کا مجموعہ ہے۔ لیکن ابتدائی انسان کو جلد ہی پتہ لگ گیا کہ اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے ایک انسان کو اُس حد تک آزادی ہونی چاہیئے جس تک کہ دوسرے انسانوں کے حقوق پر کوئی حملہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سب افراد کی خواہشیں بیک وقت تکمیل نہیں پا سکتیں اس لئے سوسائٹی کے مفاد کی خاطر ضروری خیال کیا گیا کہ انسان کو اپنی بعض ضروریات کو چند حدود کے ماتحت رکھ کر پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ گویا ایک قربانی اور ایثار کا مطالبہ تھا۔ انسان اِس بوجھ کو اُٹھانے کے لئے کبھی بھی تیار نہ ہوتا اگر اُس کو یہ یقین نہ دلا دیا جاتا کہ اس قربانی اور ایثار کا بدلہ اُسے ضرور ملے گا۔ یہ معاوضہ اُس نے ایک ہستی کی شکل میں اختراع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جو ہمیں اِن قربانیوں کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ اور جس کی خوشنودی حاصل کرنا ہر ایک بنی نوع انسان کے لئے واجب اور ضروری ہے۔

سوم۔ تیسری تھیوری کی رُو سے اور یہ ایک کمیونسٹی فلاسفر کے دماغ کی اختراع ہے۔ مذہب نہ تو خوف اور ڈر کی وجہ سے پیدا ہُوا اور نہ ایک معاوضہ کی شکل میں نمودار ہُوا بلکہ یہ امیروں کی ایک سازش تھی جو اُنہوں نے اختلافاتِ معاشی کو جاری رکھنے کی خاطر کی کیونکہ یہ اختلاف اُن کے لئے بہرحال مفید اور غریبوں کیلئے ضرررساں تھا۔ اس نظریہ کی رو سے مذہب اس لئے معرضِ ظہور میں آیا کہ امیر چاہتے تھے کہ وہ امیر ہی رہیں۔ اور غریب اپنی غربت پر ہی قانع رہیں۔ کیونکہ اُن کی غربت سے امیروں کو فائدہ ہی تھا۔ مذہب اِس لئے آیا کہ وہ غربت اور مفلسی کی خوبیوں کو دنیا میں واضح کرے۔ اِس میں شک نہیں کہ امیر بھی اِن اعتقادات اور رسومات میں حصّہ لیتے ہیں لیکن وہ صرف اِس لئے ہوتا ہے کہ غریبوں کا دل ٹوٹنے نہ پائے اور وہ یہی خیال کرتے رہیں کہ دوسرے لوگ ہم سے مساوات روا رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ امیروں کو خدا تعالیٰ کی عبادت اور اُس پر ایمان رکھنا سستا پڑتا ہے بہ نسبت غریبوں کو اُن کی خاطر خواہ مزدوری دینے سے۔

یہ سب تھیوریاں بڑی ہوشیاری کے ساتھ اختراع کی گئی ہیں اور یقیناً اِن سب کا مقصد بعض نامکمّل مذاہب کے سلوک کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا معلوم ہوتا ہے۔ علماء کے نزدیک مذہب کے ارتقاء کی یہ ممکن وجوہات ہیں اور آجکل کے لوگوں پر ان کا جو اثر ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ بعض مذاہب کے مایۂ ناز اصولوں کی خلاف ورزی کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

مثال کے طور پر بعض افراد یا بعض مذاہب کے نزدیک **خوف** کو مذہبی اصولوں میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ توہمات کیا ہیں؟ محض ایک خوف اور ڈر کا نتیجہ یہ تعویذ گنڈے قبر پرستی اور بعض تاریخی دیوتاؤں کی پرستش سب مثالیں ہیں اِس بات کی کہ بعض مذاہب کے اصول کسی قدرتی حادثہ یا شخصی مصیبت سے ڈر کر گھڑ لئے گئے تھے۔

پھر بعض ایسے افراد ہیں جن کو اپنے آورش ارادوں اور اپنی قدرتی خواہشات کے درمیان بہت سی کشمکش کرنی پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں کو مذہبی رسومات اور مذہبی قواعد ایک بوجھ سا معلوم ہوتے ہیں اس لئے وہ ایک ایسی ہستی میں اپنا ایمان رکھ لیتے ہیں جو اُن کو اُن کے ایثار اور قربانی کا بدلہ دے۔ نیز جس کو کسی مذہب یا قوم کا ہٹ دھرم حصّہ مذہب کہتا ہے وہ ایک در اصل غریبوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی غربت اور افلاس پر قانع رکھنے کے لئے غیر حسّی کوشش ہوتی ہے۔

اِن سب کو تسلیم کرتے ہوئے بھی یہ سوال رہ جاتا ہے کہ آیا یہ ارتقائی تھیوریاں کسی مذہب یا اُسکی شریعت کے ظہور کے لئے کافی ثبوت ہیں؟ یہ بات مَیں کسی اشاعت آیندہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا۔

کیا مذہب ناکارہ ہو چکا ہے؟

(جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

سائنس کی مدد سے آجکل کا فلاسفر پُر زور اعلان کرتا ہے کہ اسلاف کے عقلمندوں نے نبوّت اور اُس کے اغراض و مقاصد کی ترویج محض اس لئے کی تھی کہ وہ ابتدائی انسانوں کی اخلاقی اور دماغی حالت درست کرنے میں ممدّ ثابت ہوں اور چونکہ اب حالات بدل ہو چکے ہیں اور انسان ترقی یافتہ ہو چکا ہے اس لئے اب اُسے ایسے اصولوں کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ امر کہ مذہب کا اثر انسانی زندگیوں سے بالکل زائل ہو چکا ہے اُس کی تھیوری کو اور بھی زیادہ تقویت دیتا ہے اور اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس نکمّی اور واہیات چیز کے بدلے کہ جس کو مذہب کہتے ہیں کوئی اور زیادہ مفید اور نئی چیز تلاش کی جائے۔

اس سوال کا جواب ذرا تفصیل چاہتا ہے۔ کیونکہ یہ آجکل کے مذہبی مسائل میں سے سب سے زیادہ اہم ہے۔

ارتقاء کی ایک غلط تھیوری جس نے ایک دنیا کو متحیر کر دیا تھا (اور جس کی بوجہ جدّت مفقود ہونے کے اب کوئی قدر و قیمت نہیں رہی) تعلیمیافتہ طبقہ کے دماغوں میں اِن شکوک و شبہات کے پیدا کرنے کا باعث بنی اور انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ مذہب کے دُور ہو جانے سے انسان کے کیریکٹر اور اُس کے مزاج میں ایک خاطر خواہ تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ مگر صرف دعویٰ ہی کر دینا کہ انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے مذہب کی بطور ایک عظیم طاقت اور ایک لابدی آلہ کے اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور بات ہے اور اُس کو حقیقی واقعات کی روشنی میں ثابت کرنا اور بات ہے۔

کسی روحانی۔ اخلاقی یا معاشرتی شریعت کی تلاش کرنا تو انسان کی گھٹی میں پڑا ہُوا ہے۔ کوئی طاقت اِس جذبہ کو انسانی طبیعت میں تبدیلی واقع کر کے مٹا نہیں سکتی۔ اور کوئی انسانی فلاسفی یا کوئی عِلمی یا تعلیمی ترقی اس جذبہ کے وجود کا انکار نہیں کر سکتی۔ یہ انسان کی طبیعت کی گہرائیوں میں رہتا ہے اور وہاں سے سارے جُثّہ میں سرایت کر جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہبی احکام کے جواب میں انسان کی طبیعت کا میلان اس قدر مکمل ہے کہ جب بھی کوئی مذہب کے اصولوں پر عمل کرنا شروع کرے تو اُس کے اثرات کے متعلق ایک ماہر کیمیا کی طرح پیشگوئی کی جا سکتی ہے جو مختلف اجزا کا کیمیاوی اثر پہلے ہی بتلا سکتا ہے۔ جونہی کہ ایک آدمی میں مذہبی رُوح دوڑنی شروع ہو جائے وہ ایک سیدھے راستہ پر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے کام قدرت کے قانونوں کے مطابق ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر وہ روحانیت کی منزل تک پہنچنے کے لئے کسی اور کی مدد ونصرت کا حاجت مند نہیں رہتا۔

مذہب کے مقابلہ میں تعلیم یا دوسرے حالات کا اثر انسانی طبیعت پر بہت کم ہوتا ہے۔ جو اثرات تعلیم یا ارد گرد کے حالات سے انسانی طبیعت پر ہوتے ہیں اُن کے متعلق یہ گارنٹی نہیں ہے کہ وہ اندرونی طور پر بھی ہوتے ہیں یا یہ کہ وہ اپنے حلقۂ عمل میں گہرے اور وسیع بھی ہیں۔ ان چیزوں کا بغیر مذہب کے خاطر خواہ مؤثر ہونا قطعی ناممکن ہے۔ ان کا اثر محض سطحی ہوتا ہے۔ یہ مذہبی اثر کی طرح انسانی طبیعتوں کی گہرائیوں میں داخل نہیں ہو سکتا۔

انسانی طبیعتوں پر مذہب کا یہ ناقابل الدفاع اثر اس قدر قدرتی اور ٹھوس ہے کہ آجکل کے فلاسفر بھی اِس کا انکار نہیں کر سکتے۔ اور صرف یہی حقیقت اِس نظریہ کے بودہ پن کو پاش پاش کرنے کے لئے کافی ہے۔ اُن کو پہلے یہ برہان قاطع اور دلیل ساطع سے ثابت کرنا پڑیگا کہ مذہب کے علاوہ بعض دوسری طاقتیں بھی ہیں جن کا انسانی طبیعتوں اور اخلاق پر ایک گہرا اثر پڑ سکتا ہے اور اب انسان کے اخلاق اُس کی عادات و اطوار اور اُس کی روحانی معاشرتی اور اخلاقی حالت بدلنے کے لئے مذہب ایک ناقابل استعمال حربہ ہو چکا ہے۔ یہ بات ثابت کر چکنے کے بعد اُن کو حق حاصل ہوگا۔ کہ وہ ایمانداری اور صحت کے ساتھ مذہب کا کوئی قائم مقام تجویز کریں۔

قرآن مجید موجودہ فلاسفروں کی مندرجہ بالا تھیوری کو بڑے زبردست طریقہ سے رد کرتا ہے فرماتا ہے:۔

فاقم وجهك للدين حنيفًا فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذٰلك الدين القيم ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔ منيبين اليه واتقوه

پس سیدھا رکھ اپنا مُنہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی فطرت اللہ کی جس پر پیدا کیا لوگوں کو نہیں تبدیلی اللہ کی خلق کو۔ یہی ہے دین سیدھا لیکن لوگ نہیں سمجھتے۔

لفظ آنابہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی مرضی اور اُس کے فیصلوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آگے مکمل طور پر جھک جانا چاہیئے۔ یعنی جب انسان کے اندر مذہبی رُوح کی برقی رَو پیدا ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کے لئے اُس کی فرمانبرداری مکمل ہو جاتی ہے۔

بعض لوگوں کو موجودہ مذہبی نظام کے بگڑنے کی وجہ سے اِس کے اثرات کے بارہ میں غلطی لگ جاتی ہے۔ یا وہ اُس نفرت سے ٹھوکر کھا جاتے ہیں جو اِس وقت مذہب کی طرف لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن یہ نتیجہ ہے۔ صحیح غور و خوض نہ کرنے کا۔ اور معاملہ کی تہ تک پہنچنے سے محروم رہنے کا۔ صرف اِس بات سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ چونکہ اب حالات بدل چکے ہیں یا مذہب کی وہ پہلی سی طاقت نہیں رہی اس لئے کسی نئے قائم مقام کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یقیناً کم علمی اور کج فہمی پر دلالت کرتا ہے۔

یہ کہنا کہ انسان کی اخلاقی حالت مذہب کے بغیر بھی درست ہو سکتی ہے۔ اور پھر اُسی سانس میں یہ بھی تسلیم کر لینا کہ مذہب کی پہلی سی طاقت کھوئی جا چکی ہے اپنے خیال کی خود ہی تردید کرنا ہے۔

یہی بات کہ دنیا میں اب اخلاق اور روحانیات کا فقدان ہے اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب کو از سرِ نو زندہ کرنا ضروری ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ اتنی ترقی اور بہتری کے باوجود بھی انسان اگر اُس کے نزدیک اخلاقیات اور روحانیات فی الحقیقت کوئی چیز ہے۔ مذہب کی ضرورت اور اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتا ۔

قرآن مجید

ہر ورق از التفات گوناگون　　روکشِ صد بساطِ بوقلمون
ہمچو دارائے شب اندر روز　　باطنش در ظہور جلوہ فروز
در سخن گہ بہ پردہ رفتہ درون　　گاہ از پردہ اوفتادہ برون
راز در پردہ ناز بے پردہ　　راز ہا گفتہ ناز ہا کردہ
گہ بہ یک لفظ از رہِ ایجاز　　کردہ کوتاہ قصّہ ہائے دراز
آں تحدّی کہ کردہ مصحفِ پاک　　نہ شکست است کس تہِ افلاک
گر فراہم شوند انس بہ جان　　نتوانند آورند چنان

رسالہ خاتم النبیین　　مولانا عبید اللہ بسمل

دھوپ چھاؤں کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

کیا اِسلام ٹرکی سے ناپید ہو رہا ہے؟

مغربی خبر رساں ایجنسوں کے شر انگیز پروپیگنڈا کے باوجود کہ ٹرکی نے اسلام کو خیرباد کہدیا ہے۔ ٹرکی تاحال اسلام کے اصولوں کو اُسی طرح تسلیم کرتی ہے جس طرح پہلے کرتی تھی۔ پروفیسر عبدالباقی صاحب کی کتاب "جمہوریۃ ترکیہ کے بچوں کے لئے مذہبی درس" میں سے مندرجہ ذیل اقتباس اِن شکوک و شبہات کو بہت حد تک رفع کر دینگے:۔

"عیسائیت کے پادریوں کی طرح اسلام میں کوئی مقرر شدہ قائد نہیں ہے سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ایک مسلمان جس کو امامت اور موٴذن کے فرائض آتے ہوں۔ نماز کے لئے اذان دے سکتا ہے۔ عیسائیت میں اس طرح نہیں ہوتا۔ اگر پادری نہ ہوں تو عبادت ہی نہیں ہو سکتی۔"

تہواروں کے متعلق یہ کتاب کہتی ہے:۔

"ہمارے ہاں بیرام کے دن بڑی خوشی و مسرت کے دن ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا بیرام ڈے ۲۹ راکتوبر کو ہوتا ہے۔ اُس دن تمام محب الوطن ترک جنہوں نے ہماری مادر وطن کی حفاظت چاہی "انگرہ" میں جمع ہوئے اور "قومی مجلس" کا افتتاح کر کے جنگ آزادی کا اعلان کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ ہماری قومی چھٹیوں کے دن ہوتے ہیں۔ اِن کے علاوہ ہمیں مذہبی چھٹیاں بھی دی جاتی ہیں رمضان کے بعد ہم تین دن کینڈی بیرام مناتے ہیں اور پھر قربانی کا بیرام جو مذہبی مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔"

مذہبی اور قومی ایمان کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

"مسلمانوں کا مذہب خدا اور اُس کے رسول صلعم کی فرمانبرداری پر مشتمل ہے۔ ہم اِس کو "ایمان" کہتے ہیں۔ اللہ جس نے ہمیں اور اِس ساری کائنات کو پیدا کیا۔ ہمارے نزدیک بڑی طاقتوں والا ہے وہ کیا ہے اور وہ کس طرح ہے یہ ہم نہیں جانتے۔ وہ بہت بڑا ہے۔ تم جانتے ہو بچو! ایمان لوگوں کو متحد کر دیتا ہے اور اُن کو خوشی اور طاقت بخشتا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول میں اور مذہب اسلام میں ایمان رکھنا ہمارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہبی فرض ہے"۔

"اور نہ ہی اُس کا کوئی محل یا مقام ہے۔ ہمیں اُس سے بات کرنے کے لئے کسی وزیر یا مصاحب کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں کسی کی منت زاری کرنے کی بھی حاجت نہیں۔ جب ہم اپنے اسلاف کی طرح خیال کر لیتے ہیں کہ خدا اور اُس کے بندے کے درمیان کوئی روک نہیں ہے" اور جب ہم اُس کو یاد کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہمارے دلوں میں ہے۔ وہ ہمیں دیکھتا ہے اور ہمیں محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ ہماری بینائی اور ہماری طاقت اور ہمارے علوم سب اُسی کی طاقت اور قوت کا مظہر ہیں۔ ہمارے محدود دماغ اُس کی کوئی تصویر نہیں بنا سکتے۔ باوجودیکہ وہ ہر جگہ اور ہر مقام میں ہے۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ اس تک پہنچنے کیلئے کسی امام یا پادری کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو صرف مذہب پڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اور صرف اُن کو پڑھاتے ہیں جو پہلے بے علم ہوتے ہیں جو انسان خدا اور اُس کے بندوں کے درمیان حائل ہونا چاہتے ہیں وہ بے وقوف ہیں اور وہ اسلام اور اُس کے خدا کو ہرگز سمجھتے نہیں"۔

"خدا تعالیٰ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہر وقت ہمارے ساتھ مل سکتا ہے اُس کا کوئی قرار نہیں کوئی ٹھیرنے کی جگہ نہیں۔ اُس کی تصویر یا شکل نہیں بنائی جا سکتی۔ اور اُس کی عبادت کرنا اُس کا ذکر کرنا ہی اُس کی سب سے بڑی تصویر بنانا ہے۔ انسانوں کی عبادت اور ایسے انسانوں کی جو خدا تعالیٰ کی محبت سے کوسوں دُور ہیں محض حماقت اور کورانہ تقلید ہے۔ جو لوگ زمین کی خوبصورتیوں کو سمجھنے کے بغیر اور خدا تعالیٰ کی بڑائی اور اُس کے رحم اور فضل کو محسوس کئے بغیر اُس کی عبادت کرتے ہیں"۔

"ہمارا ایک قومی مذہب بھی ہے۔ ہم ترک ہیں۔ اور ترک تہذیب یافتہ ہوتے ہیں۔ ہمارا ملک ہمیشہ آگے بڑھے گا اور اپنے دشمنوں کو تباہ و برباد کریگا۔ جب لفظ "ترک" بولا جاتا ہے۔ تو میرا سینہ فخر کی وجہ سے اُبھرنے لگتا ہے اور میرا سر اوپر کو اُٹھنے لگ جاتا ہے۔ مَیں اُن لوگوں کو پیار کرتا ہوں جو میرے ملک سے محبت رکھتے ہیں۔ جو میرے ملک کو ضرر پہنچاتے ہیں مَیں اُن کو ہرگز پیار نہیں کرتا"۔

مذہب کی تعریف یوں کی ہے:۔

"مندرجہ ذیل دو فقرے مذہب اسلام کی تعریف کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو ان الفاظ کے معانی میں ایمان رکھتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ بچو! تم دیکھتے ہو کہ اسلام کس طرح سیدھا سادہ مذہب ہے"۔

حج کے سبق میں یوں لکھا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اس کے بعد مکّہ اسلام کا مرکز بن گیا۔ اور اُس کی ضیا باریاں تمام اطراف و اکناف میں ہونے لگیں۔ اور حضرت رسول کریمؐ نے ایک اپنا ملک بنایا اور بچّو! اپنے ملک کے بغیر کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم جنگ آزادی میں حصّہ نہ لیتے اور اگر ہم اپنے ملک کو بچا نہ سکتے تو آج نہ یہ گورنمنٹ ہوتی اور نہ کوئی ملک"

باب ۱۳ سیزدہ ایمان باللہ کیلئے وقف کیا گیا ہے۔ اور اُس میں لکھا ہے:۔

"ہمارے نبی نے ہمیں دین اسلام سکھایا اور خدا کا کلام ہم تک پُہنچایا۔ خدا تعالیٰ ایک بڑی ہستی ہے جس نے آسمانوں زمینوں اور باقی سب چیزوں کو تخلیق کیا۔ یہ طاقت اور قوّت جو ہر شئے میں پائی جاتی ہے در اصل اُسی کی طاقت اور قوّت ہے۔ وہ ہر جگہ ہے۔ لیکن کوئی خاص چیز خدا نہیں ہے۔ ہر شئے جو ہم دیکھتے ہیں اُسی کی صنّاعی اور اُسی کی قوّت پر دال ہے۔ وہ ہماری طرح کوئی انسان نہیں ہے۔

"چاند ستارے سورج انسان حیوان اور دنیا کی ساری چیزیں ایک کتاب کی صورت ہیں جو خدا تعالےٰ کی بڑائی اور اُس کی وحدانیت کا ثبوت دے رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور پھر ہمیں اطلاع دیتے اور بتلاتے ہیں کہ دیکھو یہ خدا تعالیٰ کا صحیح پیغام ہے۔ اگر کوئی اُس کا ذکر کرتا ہے تو اُس کو ہر جگہ خدا نظر آ سکتا ہے۔ اور وہ اُس کی طاقت کو ہر جگہ محسوس کرے گا۔ نبیوں میں سے آخری نبی ہمارے نبی حضرت محمد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے آپکے بعد کوئی نبی نہ آئیگا۔ آپؐنے خدا اور اُس کے احکام کا اجراء کیا۔ اب وہ فوت ہو چکے ہیں لیکن قرآن مجید جیسی نعمت ہمیں ورثہ میں دے گئے ہیں"

پردہ سسٹم اور تپ دق

(از ڈاکٹر بدرالدین احمد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس)

کہا جاتا ہے۔ کہ زنجبار کے بعض امیر گھرانوں میں عورتوں کو تپ دق ہو جانے کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ وہ پردے کی سخت پابند ہیں لہٰذا اِس قبیح رسم کو جلد سے جلد خیر آباد کہدینا چاہیئے۔ لیکن پردے کی رسم کو بے سود اور بے فائدہ ثابت کرنے کیلئے یہ کافی دلیل نہیں ہو سکتی۔

تپ دق کی وجہ سے عورتوں کی فوتیدگی اُن ملکوں میں بھی زیادہ ہے جو پردہ سسٹم کی سخت مخالف سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً اٹلی میں عورتوں کے کیس زیادہ ہوئے (دیکھو ڈاکٹر گیو ونار دی کا مضمون بلٹین آف ہائجن جنوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگلستان اور ویلز میں بھی زیادہ ہوئے اور اِس کے اعداد و شمار مجلس حفظانِ تپ دق کے اٹھارھویں
جلسہ پر دیئے گئے۔ بلٹین آف ہائیجن اکتوبر ۳۲ء میں لکھا ہے۔ "لنڈن کے مختلف محلّوں کے اعداد و شمار
بتلاتے ہیں کہ اچھے حالات میں رہنے والی عورتوں کو بھی اُسی طرح تپ دق ہو جاتی ہے جس طرح خراب حالات
میں رہنے والیوں کو" پس مغرب کی اچھی حالات میں رہنے والی عورتوں کو بھی اُس طرح تپ دق ہو جانے کا
احتمال ہے جس طرح ایک مسلمان عورت کو جو پردہ میں رہتی ہے۔

اِن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو یہ مرض پردہ کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض دوسری وجوہات
بھی ہیں۔ اٹلی کا ڈاکٹر گیووِناردی لکھتا ہے۔ کہ "عورتوں کی رفتارِ ممات جوانی کے وقت اُن کے جسم میں
زیادہ تبدیلیوں کی وجہ سے تیز ہوتی ہے" بلٹین آف ہائیجن اکتوبر ۳۲ء میں لکھا ہے کہ یہ اس لئے
بھی ہوتی ہے کہ گھروں کا انتظام اچھا نہیں تھا۔ یہی وجوہات زنجبار کے حالات میں کارفرما ہیں اور یہ ایسی
طرح رہیں گی خواہ انگلستان یا اٹلی کی طرح برقعہ اُتار ہی کیوں نہ دیا جائے۔

"آجکل" کی دنیا پردہ کے سوال کو غیر جانبدارانہ اور سنجیدہ نظر سے نہیں دیکھتی۔ حالانکہ دو صنفوں کو
آزادانہ نہ ملنے سے بہت سی روحانی اور اخلاقی فوائد ہوتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عورتوں کو گھر کی چار دیواری
کے اندر محبوس کر دینا جیسا کہ بعض مسلم گھرانوں میں کیا جاتا ہے قرآن مجید کے طرزِ عمل کے بالکل مطابق نہیں
ہے۔ مسلمان عورتیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں کم از کم پانچ دفعہ نماز باجماعت
پڑھنے کیلئے گھر سے باہر نکلتی تھیں لیکن ایسے طریقہ سے کہ اُن کی نظر اور سانس میں کوئی روک واقع نہ ہوتی وہ
اُسی مسجد میں نماز پڑھتیں کہ جس میں دیگر مرد پڑھ رہے ہوتے تھے لیکن یہ احتیاط رہتی کہ وہ اُن سے
ساتھ نہ ملیں۔ وہ باہر کھیل میں بھی حصّہ لیتیں۔ لیکن مَردوں سے پرے رہ کر۔ وہ اپنے شوہروں کے
ساتھ جنگوں میں جاتیں اور وہاں بیماروں اور زخمیوں کے لئے نرسوں کا کام دیتیں۔ یقیناً ایسا پردہ
اُن کی صحت پر کوئی ناخوشگوار اثر نہ ڈال سکتا تھا۔

پس پردہ سسٹم پر تنقید کرنے سے پیشتر یہ اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ پردہ سے مراد صرف
یہ ہے کہ مرد اور عورتیں آزادانہ آپسمیں نہ ملیں۔ اور یہ لائحہ عمل ایسے طریق سے بھی اختیار کیا جا سکتا ہے
جو صحت کے بالکل منافی نہ ہو۔

دراصل موجودہ تہذیب تپ دق کے پھیلانے میں ممدّ ہوئی ہے۔ "تپ دق کا مرض زیادہ تر تمام
تہذیب یافتہ ممالک کے باشندوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ قومیں جن کو غیر مہذّب اور ناشائستہ کہا جاتا
ہے۔ اس مرض سے بالکل پاک و صاف ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تہذیب" کے شروع ہونے سے تپ دق نے اُن قوموں میں بھی ایک خطرناک صورت اختیار کرلی ہے جہاں وہ پہلے پائی نہیں جاتی تھی"۔ (ڈاکٹر کونی بیئر)

لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اس "مذموم تہذیب" کو جتنی جلدی بھی ہو سکے صفحۂ ہستی سے نابود کر دینا چاہیئے۔ اور انسان کو کنیا کالونی کی مسائی قوم کی طرح اپنی اصلی اور "قدرتی حالت" پر آجانا چاہیئے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ تہذیب کے صرف اُن لوازمات کی اصلاح اور بہتری کرنی چاہیئے جو تپ دق کے پھیلانے میں مدد دیتے ہیں۔ پردہ سسٹم بھی تہذیب و تمدن کی بہتری اور بہبودی کے لئے ازحد مفید ثابت ہوگا۔ اگر بظاہر اس کے کچھ نقائص نظر آتے ہیں تو وہ بے جا رسومات کی وجہ سے ہیں نہ کہ قرآن مجید کے اصل اصولوں کی وجہ سے۔

ضمناً یہ بات بھی عرض کر دوں کہ شراب بھی "سل اور تپ دق کے پھیلانے میں کارفرما ہے"۔ (ڈاکٹر کونی بیئر)

لیکن شاید ہی نئی روشنی کے دلدادہ اُس کو پردہ کی طرح قبیح اور شنیع کہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ پردہ سسٹم پر بے جا نکتہ چینی کی وجہ نئی روشنی کی ہوا ہے نہ کہ باقاعدہ تحقیق و تدقیق۔ دنیا کو بدیر یا جلدی پردہ کی منفعت بخش اہمیت پتہ لگ جائیگی اور یہ مغربی اصناف کے مسائل کو حل کرنیکی انشاءاللہ تعالیٰ چابی ثابت ہوگی۔

نذرِ شہِ لولاکؐ

آنحضرت صلعم کی تعریف میں چند کلمات

(مسٹر چیٹر جی ایم۔ اے مونگھیر کالج)

کارلائل کے الفاظ میں حضرت محمد صلعم قدرت کے ایک بےلوث شہزادے تھے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرتؐ نے کسی کالج یا کسی سکول میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن آنحضورؐ کے پاس وہ اندرونی نظر تھی جو لوگوں کو بڑا بنا دیا کرتی ہے...... مذہب اور خدا کے بارہ میں آپ کی محبت بیکراں تھی۔ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جب معاشرت اور اخلاقیات کی تباہی کی گھٹائیں آپؐ کے ملک پر اُمڈی چلی آتی تھیں۔ اپنے ملکیوں کی قابلِ رحم اخلاقی حالت نے اُن کے دل کو ہلا دیا اور اُنہوں نے اپنے آپ کو ایک سخت امتحان کے اندر ڈال دیا تاکہ وہ لوگوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنے والے خطرات سے محفوظ رکھ سکیں۔ اسی سے آپ کی بڑائی اور اسی سے آپؐ کی شفقت ثابت ہوتی ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اس دنیا میں جب گناہوں کا دَور دَورہ ہوجاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک انسان کی صورت میں جنم لیتا ہے۔ یہی ریمارکس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں سچ ثابت ہوتے ہیں۔ آپؐ نے خدا تعالیٰ کے کلام کی دنیا میں تبلیغ کی جس کی بنیاد محبّت کے اصولوں پر رکھی گئی تھی اور یہ ایک ایسے وقت میں جب گناہوں اور بدیوں کا دَور دورہ تھا۔ بدھ اور مسیح کی طرح آپؐ کو ایثار اور قربانی کی امتحانی آگ سے گذرنا پڑا۔ لیکن کتنے ہیں جو آپؐ کو اُسی روشنی میں دیکھتے ہیں؟ ہمارا ملک بدقسمت ہے اور بدقسمت ہیں ہندوستانی بھی کہ وہ حضرت نبی کریمؐ کے مقدس کام کو اور اُن کی محبوبانہ یاد کو بالکل فراموش کر چکے ہیں اور پارٹیاں اور فرقے بنا کر آپس میں بداعتمادی کا ثبوت دے رہے ہیں +

آنحضرتؐ کے مذہب کی فلاسفی بہت گہری ہے۔ مذہب آپؐ کے نزدیک ایک محبّت ہے۔ ایک اور صرف ایک ہی خدا ہے۔ جو اُس پر ایمان رکھتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے اسلام کا دوست ہے اور سپرٹ آف اسلام کے مصنّف کے نزدیک یہی اس مذہب کی غرض و غایت ہے۔ ایک سچے مسلمان کی نظر میں کوئی فرقہ بندی نہیں اور کوئی پارٹی نہیں +

حضرت محمدؐ تو فوت ہو چکے لیکن اُن کی یاد اور اُن کی محبت لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کے دل میں تاحال قائم ہے۔ یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے خصوصاً اُس آدمی کے لئے جو ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہُوا۔ جب اُس کے ملک کے تمام لوگ اخلاقی تباہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے +

سوویٹ یونین کے تحت کوئی مذہبی کتاب شائع نہیں کی جاتی۔ مذہبی تہواروں کے موقع پر بہت سے خلاف اشتہاروں اور متعدد رسالوں اور اخبارات کا مظاہرہ کیا جاتا ہے جن کے عنوانات دہریت کے خاص طور پر علمبردار ہوتے ہیں روزانہ اخبارات میں بھی مذہب کی طرف ایسے ہی اشارات کیے جاتے ہیں تھیٹروں اور سینماؤں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ ایسے تماشے دکھلائیں جن سے لوگوں کو مذہب کے خلاف سبق حاصل ہوں۔ سوویٹ کے دستور اساسی کے مطابق مذہبی پادری اور ملّاں ان کے لڑکوں کو سکولوں اور کالجوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں کسی مذہب کا پابند ہونا اشتراکی جماعت میں شامل ہونے کیلئے ایک رکاوٹ ہے اور حکومت کے تمام اعلیٰ سیاسی اور اعتقادی عہدے اشتراکیوں کیلئے مخصوص ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہبی آدمی عملاً ان ناقابلیتوں کا شکار ہو رہا ہے۔ ایسی حالتوں میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ روس میں مذہب زوال کی طرف رجوع ہے اور اس کے عقیدتمندوں کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے کلیسا بھی رفتہ رفتہ بند ہوتے جا رہے ہیں اور اُن کی عمارتیں دوسرے کاموں میں لائی جا رہی ہیں۔ موجودہ وقت میں جو لوگ روسی کلیساؤں میں جاتے ہیں۔ اُن کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ لوگ جو روایتی عقیدوں کے پابند ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو تمام ناموافق حالات کے مقابلہ میں مذہب کو تھامے رکھنا چاہتے ہیں جوں جوں پُرانے عقیدتمندوں کی تعداد کم ہوتی جائیگی کلیسا کو مؤخر الذکر لوگوں پر سہارا کرنا ہوگا۔ یہ چلتی ہوئی موجوں کے خلاف تیرنا چاہتے ہیں +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کی آیات و سُور کے باہمی ربط و نظم پر ایک نظر

(نمبر ۲)

(گذشتہ رسالہ مئی صفحہ ۱۷۶/۱۸۵ سے آگے)

گذشتہ نمبر میں سورۃ بنی اسرائیل کے سلسلہ مضامین کو چھ بابوں یا حصوں میں منقسم کر کے ہر ایک باب کا خلاصہ عنوان تحریر کیا جا چکا ہے۔ باب اول جس کا عنوان نظارۂ ارتقاء ہے۔ اسکے ضمن میں حسب ذیل مضامین ہیں:-

مضمون اول:- اُمّت مسلمہ کی رفتار ترقی۔ یعنی جو جماعت قرآن حکیم کے ذریعہ تیار ہونے والی ہے اس کی ترقی کیسی اعلیٰ اور اسکی رفتار کتنی سریع ہو گی)۔ اس مضمون کو قصۂ اسراء[1] کے ضمن میں سمجھایا گیا ہے۔ واقعۂ معراج اس برقی رفتار ترقی کا نمونہ ہے۔ جس پر اُمّت مسلمہ آیندہ ہونے والی ہے۔ حقیقت شناس اور نکتہ رس طبائع معراج نبوی سے اُمّت مسلمہ کے معراج پر شہادت پائینگے۔ کیونکہ نبی شجر اُمّت کیلئے بمنزلہ بیج کے ہوتا ہے۔ جس طرح بیج کے خواص و آثار برگ و بار میں نفوذ کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر نبی کے فیوض و کمالات اس کی اُمّت میں بحسب استعداد سرایت کرتے ہیں۔

مضمون دوم:- اُمّت مسلمہ کی ترقی کا مقابلہ گذشتہ اقوام کی ترقی سے۔ اس مضمون کو واٰتینا موسی الکتٰب الآیۃ

---

[1] تذکرۂ معراج کے ضمن میں یہاں سورۃ الاسراء کا لفظ دوسری جگہ اشارۃً اور احادیث میں صراحۃً معراج کا لفظ آیا ہے۔ جب ہم قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں ان دو عنوانوں کے ماتحت دو پیشگوئیاں مضمر نظر آتی ہیں۔ قرآن حمید کا قاعدہ ہے کہ جہاں اسمیں اسراء باللیل کا ذکر آتا ہے وہاں اس سے مراد ہجرت ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہوں مواضعات ذیل ہود آیت ۸۱ حجر ۶۵ - طٰہٰ ۷۷ - شعراء ۵۲ - دخان ۲۳ - پس اس اصول کے مطابق یہاں اسریٰ بعبدہ کے ضمن میں آنحضرت صلعم کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور اسمیں یہ پیشگوئی ہے کہ یہی ہجرت آپکے آیندہ عروج و اقبال کیلئے شاندار معراج ہوگی۔ اور عنوان معراج کے ضمن میں خدائے ذوالمعارج کی تجلیات جلالیہ کا اشارہ ملتا ہے جس سے کفار معاندین حق پر عذاب الٰہی کی پیشگوئی مفہوم ہوتی ہے۔ چنانچہ سورۂ معارج میں کفار کے نزول عذاب کے استفسار پر جو جواب دیا جاتا ہے اسمیں اگر غور کریں تو یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہے۔ سأل سائل بعذاب واقع لیس له دافع من الله ذی المعارج۔ اس میں سائل عذاب کو جواب دیا جاتا ہے کہ عذاب کا آنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ذی المعارج کی اقتضاء ہے کہ اسکے حضور قدسی جماعتوں کا عروج و ارتقاء ہو اور ان کے مقابل ان طاغوتی اور دجالی طاقتوں کو مٹایا جائے جو ان کے میدان ارتقاء میں سد راہ ہیں۔ آگے اس عذاب کے نزول کا نشان یہ بتایا جاتا ہے کہ اسوقت ملائکہ اور روح خدا کی طرف عروج کر جائینگے۔ تعرج الملائکة والروح الیه۔ یہ آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔ خدا کی طرف جانے اور عروج کرنیکا مطلب بھی محاورہ قرآنی کی رو سے ہجرت ہی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ انی ذاهب الی ربی۔ پس روح سے آنحضرت صلعم مراد ہیں جیسا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ضمن میں سمجھایا گیا ہے۔ مقابلہ کیلئے گذشتہ اقوام میں سے بنی اسرائیل کو اس لئے خاص کیا گیا کہ ان کو بہ نسبت دیگر اقوام کے تعلیم بھی زیادہ دی گئی تھی اور وقت بھی بہت۔ مگر ان کی منتہائے ترقی کیا ہوئی۔ یہ کہ فقط غلامی سے نکلکر اپنے ملک کو سنبھالا اور وہ بھی مدّتوں بعد۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو غلامی سے نکال کر اپنے اصلی وطن اور مذہبی قبلہ (یروشلم) پر قبضہ کرنے کی تعلیم تو دی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس فتح مبین کی چاشنی نہ چکھی۔ جو آنحضرت صلعم کی ذات گرامی سے مخصوص تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنی موجودگی میں ہی فتح عظیم کی بشارت پالی۔ انا فتحنا لك فتحًا مبينًا۔ اور بالآخر مکہ مکرّمہ میں فاتحانہ داخلہ فرماکر اس عظیم الشان پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔ اور باوجود این آپ نے ایک ایسی بے نظیر جماعت بھی تیار کردی جنہوں نے نہ فقط اپنے ملک و قبلہ کو سنبھالا بلکہ اسرائیلی ملک اور قبلہ (یروشلم) کو بھی ایسی اعجازی سرعت سے فتح کیا جس کی سرعت رفتار کا مقابلہ اگر بنی اسرائیل کی اس مدّت سے کیا جائے جو ان کو ان کے فتح کرنے میں لگی تھی تو دسویں حصّے سے بھی کم وقت کا اندازہ پڑتا ہے۔ پس اُمّت محمّدیہ کو باوجودیکہ وقت بھی تھوڑا ملا مگر تعلیم کیسی اعلیٰ پائی۔ اور ترقی کتنی جلدی حاصل کی۔ ناظرین اس موقعہ پر حدیث الاجیر کا بھی مطالعہ کریں کہ وہ زیادت بصیرت کا کام دیتی ہے *

بقیہ حاشیہ۔ صحف اولیٰ میں بھی اس عنوان سے آپ کی آمد کی خبر دی گئی تھی (دیکھو صحیفہ یسعیاہ۔ یوحنا) اس بناء پر اہل کتاب نے آپ سے سوال کیا تھا۔ جس کا ذکر یسئلونك عن الروح میں ہے۔ اور ملائکہ سے مراد صحابہؓ کی قدوسی جماعت ہے جس کا ذکر حضرت موسیٰ اور سلیمان علیہم السلام بھی اپنے اوقات میں کر گئے اور یہ موعود عذاب ہجرت کے بعد جلد ہی نمودار ہُوا جیسا کہ روایات میں ہے کہ سائل عذاب جو نضر بن حارث بن کلاۃ تھا۔ اور بروایت دیگر عقبہ بن ابی معیط اور بروایت آخر ابوجہل تھا۔ یہ تینوں اشخاص بدر میں مقتول ہوکر گرفتار عذاب الٰہی ہوئے (ملاحظہ ہو ابن جریر و در منثور وغیرہ) اس موعود عذاب کے زمانہ نزول کی خبر آگے ان لفظوں میں دیجاتی ہے۔ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة۔ ہمارا اسپر بھی ایمان ہے کہ اس پیشگوئی کا حقیقی ظہور عالم آخرت میں ہوگا مگر باوجود این اس پیشگوئی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ جو اس دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ دن عالم دنیا کے الف پنجم کا وہ قرن ہے جو یوم محمّدی کہلاتا ہے۔ اور اس سے اشارہ یوم بدر کی طرف ہے جسکو دوسری جگہ یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ یہ یوم الفرقان سن نبوت کے چودھویں سال میں ہے، جسمیں اسلام (جو ابتداءً مکہ سے ہلال کی صورت میں نمودار ہُوا تھا) بدر کامل کی صورت میں ظاہر ہُوا۔ اور چونکہ عالم روحانی کا تناسب عالم ظاہر سے تضاعف بعشر امثال ہے۔ چنانچہ عالم شہود کی پانچ نمازیں روحانی عالم میں ۵۰ ہیں اور ایک نیکی اللہ کے نزدیک دس کا رتبہ رکھتی ہے۔ لہٰذا عالم آخرت کے یوم خمسین الف سنة کی بنیاد یہی الف خامس ہے۔ جسمیں حضور خاتم النبیین صلعم کی بعثت ہوئی۔ سُنیئے اور غور سے سُنیئے اور حقائق عالم آخرت پر غور کیجیئے۔ عالم آخرت عالم دنیا سے بالکل علیحدہ اور بے تعلق نہیں بلکہ انکا آپسمیں ایسا گہرا ربط ہے جس سے ایک کا اثر دوسرے پر اور ایک کی صورت دوسرے کے رنگ میں عیاں ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو حقائق آخرت کی تکوین اور ان کی ابتدائی تخم ریزی اسی دار دنیا میں ہے۔ الدنیا مزرعة الآخرة۔ اور دوسری طرف وقائع اخروی کے نمونے اور انکے اظلال و آثار بھی دنیا میں موجود ہیں جن کو اصحاب بصیرت ایمان بالغیب کے ایمان شہودی کا پیوند لگاتے ہیں۔ پس اصول بالا کو پیش نظر رکھ کر نظر بصیرت سے دیکھو تو اسکو الف پنجم کے دور میں حقیقةً یوم خمسین الف سنة کی بنیاد نظر آئیگی۔ جسمیں بعثت حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے ذریعہ دنیا میں قیامت کبریٰ قائم ہوئی۔ اور اشرقت الارض بنور ربھا کی تجلی سے عالمگیر نفخ صور ہوکر یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجًا کی پیشگوئی کا ظہور ہُوا جس کی تذکرہ سورۃ نصر میں ان لفظوں میں ملتی ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا۔ ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ابن عمرؓ ارشاد نبویؐ کے راوی ہیں۔ تمہاری (ترقی کی) مُدت گذشتہ امتوں کی (ترقی کی) مُدت سے ایسی نسبت ہے جیسی عصر سے مغرب تک اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی حالت مثل اس شخص کے ہے جس نے مزدور کو کام پر لگانا چاہا اور کہا صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کوئی کام کرے۔ تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر کہا کہ دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کوئی کام کرے۔ تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر کہا کہ عصر سے مغرب تک دو دو قیراطوں پر کوئی کام کرے۔ آپؐ نے فرمایا (اے میری اُمّت) تم وہی لوگ ہو جو عصر سے مغرب تک دو دو قیراطوں پر کام کرنے والے ہو بشارت ہو تمہارے لئے دُگنا اجر ہے۔ اسپر یہود و نصاریٰ رنجیدہ ہو کر کہنے لگے۔ ہم نے کام بہت کیا اور ہمیں مزدوری تھوڑی ملی۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا میں نے تمہاری مزدوری میں سے کچھ گھٹایا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یہ میرا فضل ہے جس کو میں چاہتا ہوں دیتا ہوں" (بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

مضمون سوم[۳]:۔ اُمّت مسلمہ کی ترقی کے بعد اس کے تنزل کے دو دوروں کا بیان۔ اس مضمون کو آیت وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتٰب لتفسدن فی الارض مرتین الآیۃ میں قصہ ماضی کے پیرایہ میں مستقبل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن حکیم کے تاریخی مضامین کے بیان میں عموماً مستقبل کی پیشگوئیاں مضمر ہوتی ہیں۔ اسی اصول کے مطابق بنی اسرائیل کے دو دور فساد کے ذکر میں اشارہ ہے کہ اس اُمّت محمدیہ پر بھی طغیان و عصیان کے دو بڑے دور آنیوالے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور ان کے نتائج دو معذب قوموں کی شکل میں نمودار ہوئے۔ ایک[۱] قوم تاتار۔ دوم[۲] اقوام یورپ۔ جس طرح بنی اسرائیل کی بربادی خود ایشیاء ہی کی ایک قوم کے ہاتھوں ہوئی یعنی اہل بابل اور دوسری کا ظہور یورپ سے ہُوا۔ یعنی روما۔ ٹھیک اسی طرح اس اُمّت کیلئے بھی پہلا فتنہ ایشیاء کا تھا۔ یعنی فتنہ تاتار اور دوسرا یورپ کا۔ جس کا خمیازہ ابھی مسلمان جنگ عظیم کے دوران میں اُٹھا چکے۔ مگر یاد رہے۔ کہ اُمّت مسلمہ میں ایک عجیب خاصیت پائی جاتی ہے کہ جب کوئی قوم اس کے مقابل اُٹھتی ہے بالآخر وہی ملت اسلام کی خادم نظر آتی ہے

(۱) سب سے پہلی وہ قوم تھی۔ جس نے ملت اسلامیہ کے تباہ و برباد کرنے میں تمام قبائل عرب کی متفقہ طاقتوں سے زور لگایا اور آنحضرت صلعم کی مقدس زندگی کے بہترین اوقات کو اپنی مدافعت میں مصروف رکھا۔ بالآخر اسی قوم نے لوائے اسلام کے نیچے آ کر یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ دکھایا۔ اور کلمۃ اللہ ہاتھوں میں لیکر اشاعت کے لئے دنیا میں پھیل پڑی ؂

(۲) وہ سلطنت فارس جس نے قادسیہ و جلولاء کے میدانوں میں اس لئے نبرد آزمائی کی تاکہ صحرا نوردان عرب کے امنڈتے ہوئے سیلاب کو روکے۔ بالآخر اس نے بھی شمشیر اسلام کے آگے اپنی گردن خم کر دی۔ یہاں تک کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی خاک پاک نے ایسے اولوالفضل خدامِ ملت فقہاء و محدثین پیدا کر دیئے جو اُمت مسلمہ کے درخشندہ ستارے گنے جاتے ہیں۔ اسی سرزمین کے فرزندوں نے لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ھٰؤلاء کا تمغہ حاصل کیا۔

(۳) علیٰ ہٰذا القیاس یورپ کی فضاء سے عنصر اسلام کو جو صدمات پہنچے تھے۔ ان کا بدلہ بہت جلد اس نے یوں دیدیا کہ اندلس کی سرزمین کو آٹھ صدیوں تک گہوارہ تمدّن اسلامی بنا دیا۔ اور اس میں حدیث و تفسیر۔ فلسفہ و تاریخ فقہ و تصوف کے وہ بے نظیر علماء پیدا کیئے جن کے اشراق انوار سے شفق مغرب مطلع مشرق سے مبدّل ہو گئی ۔

(۴) اسی طرح جب تاتاری اقوام کا ٹڈی دل طوفان مشرقی افق سے نکل کر اُمت اسلامی کے لئے قیامت خیز منظر پیدا کر دیتا ہے تو بہت جلد قدرت الٰہیہ کا عجیب تماشا دیکھتے ہیں کہ ابھی ستر سال[عـ۵] کا عرصہ بھی گذرنے نہیں پاتا کہ وہی قوم حلقہ بگوش ہو کر اور ملت اسلامیہ کی محافظ بنکر مسند خلافت پر متمکن نظر آتی ہے۔ بنابریں واقعات کوئی جائے تعجب نہیں کہ یورپ کا یہ جارحانہ اقدام کہیں خدمت اسلام کا پیش خیمہ نہ ہو۔ اور بمثل سابق ۷۰ سال کے اندر تدبیر الٰہی نئے رنگ میں قدرت غیبیہ کا کرشمہ دکھلائے۔ چنانچہ مغربی اقوام میں مذہبی احساس پیدا ہو کر روز افزوں ترقی پذیر ہونا ہمارے تفرس کی بیّن شہادت ہے۔ بالخصوص مختلف مذاہب عالم کی کانفرنسوں کے نتائج اور انگلستان۔ جرمنی اور فرانس اور امریکہ میں اسلامی مرکزوں (مساجد) کا قائم ہونا اور لوگوں کا جوق در جوق اسلامی علم کے نیچے داخل ہونا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ وہ زمانہ عنقریب ہے جبکہ نیر اسلام کا طلوع مغربی افق سے ہو کر آنحضرت صلعم کی پیشگوئی ذیل پر مہر تصدیق ثبت کر دے۔ لا تقوم الساعۃ حتّٰی تطلع الشمس من مغربھا فاذا طلعت من مغربھا اٰمن الناس کلھم اجمعون (ترجمہ) جبتک مغرب کی طرف سے (اسلامی) سورج کا طلوع نہیں ہوگا قیامت نہیں آئیگی اور جب مغربی افق سے شمس (اسلام) طلوع کریگا تو (اشاعت اسلام میں رکاوٹوں کے اٹھ جانے کے باعث) تمام قومیں ایمان لائینگی ۔

مضمون چہارم :۔ اسرائیلی اُمت اور اُمت مسلمہ کے نصب العین کا موازنہ اور اسرائیلی شریعت توراۃ اور اسلامی شریعت قرآن دونو کے موضوع کا امتیاز۔ اس مضمون کو آیت ع۹ ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم الآیۃ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی کتاب کا ذکر بایں الفاظ آیا ہے ولقد اٰتینا موسی الکتٰب وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل۔ اس میں بتایا ہے کہ کتاب موسیٰ کا نصب العین فقط ایک قوم بنی اسرائیل کو دستور ترقی

عـ۵ عجیب مطابقت ہے کہ بنی اسرائیل کا انقلاب بھی پہلی بربادی کے وقت ستر سال کے عرصہ میں پاتے ہیں۔ چنانچہ اسی مدت میں خسرو شاہ ایران کے ہاتھ سے بابلی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اسکے حکم سے ۴۲ ہزار یہودی واپس وطن کر دیئے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بکنے کا تھا۔ اور اسکے مقابل قرآن مجید کا موضوع یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا مقصد اقوام عالم کے سامنے قوانین ترقی پیش کرنا ہے اور ان کو بام ارتقاء کی اعلیٰ منزل پر پہنچانا ہے۔ دنیا کی تمام اقوام کو قرآن حکیم کے ذریعہ پیام نوید پہنچنے کی اور اسکی شریعت کے ابدی شریعت ہونے کی بشارت حضرت یوحنا بھی یوں فرما گئے ہیں:۔

"پھر میں نے ایک اور فرشتے کو آسمان کے بیچ میں اڑتے ہوئے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلے اور اہل زبان اور اُمّت کے سنانے کے لئے ابدی انجیل تھی" (مکاشفہ یوحنا ۱۴: ۶)

پادری ای ایچ ایم والر صاحب اس کی تفسیر میں تسلیم کرتے ہیں کہ:۔

"یہ وہ انجیل نہیں ہے جس کی اشاعت کا حکم مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیا ہے۔ بلکہ یہ انجیل صرف ایک سادہ حکم اس امر کا ہے کہ لوگ خدائے خالق کی پرستش کریں یہ خدا کا ازلی قانون ہے۔ کل اخلاقی شریعت کی بنیاد اس پر قائم ہے"

اور پادری ہوپر صاحب ایم اے لکھتے ہیں کہ:۔

"عیسائیوں کا ایک فرقہ مندرجہ بالا الفاظ سے ایک پیشگوئی نکالتا تھا کہ یہ انجیل جو اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اس ابدی انجیل کے سامنے عہد عتیق کی طرح منسوخ ہو جائیگی اور اس انجیل سے بہتر ایک اور انجیل نکلیگی جس کا نام ابدی انجیل ہوگا"

یہ ابدی انجیل ہر قوم و ملت کو پیغام بشارت پہنچانے والی۔ جامع قوانین شریعت۔ اور مبیّن توحید کامل کون ہے؟ اس کا جواب قرآن مجید یوں دیتا ہے ان ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم۔ یہ قرآن دنیا کی تمام اقوام کو ایسی مضبوط اور مکمّل شریعت پیش کرتا ہے جسکے نسخ و ترمیم کا کبھی امکان تک نہیں۔

باب دوم شرائط ترقی

یہ مضمون دوسرے رکوع سے شروع ہوتا ہے۔ رکوع اوّل میں قصۂ معراج کے پیرایہ میں آنحضرت صلعم کے کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپکے خدامول کو ترقی کی بشارت دی گئی۔ بعد ازاں ان کی ترقی و تنزل کے دو دوروں کی پیشگوئی کر کے آخر میں بتایا گیا کہ ان کے لئے ہر ایک قسم کی ترقی و کمال حاصل کرنے کا ذریعہ فقط قرآن حکیم کی ہی پیروی ہے۔ اب دوسرے رکوع سے گویا دوسرا باب شروع ہوتا ہے جسمیں شرائط ترقی کا مفصل بیان ہے۔

شرط اوّل:۔ ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر وکان الانسان عجولا (ترجمہ انسان برائی کو ایسا ہی بلاتا ہے جیسا کہ بھلائی کو اور انسان جلد باز ہے)

ترقی کی شرائط میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ انسان کو حصول مقصد کے لئے جس قدر شدائد و تکالیف پیش آئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان سے گھبرائے نہیں۔ بلکہ وہ پیکر بنکر تحمل مصائب میں نہایت ہی ثبات قدمی دکھائے اور ظہور نتیجہ کے لئے عجلت نہ کرے۔

شرط دوم ۲ } وجعلنا الليل والنهار اٰيتين فمحونا اٰية الليل وجعلنا اٰية النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب وكل شيء فصلناه تفصيلا۔

رات اور دن کو ہم نے دو نشانیاں بنایا ہے۔ پھر ہم رات کی نشانی کو محو کر دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشنی والا بنایا ہے تاکہ اسمیں، تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور تاکہ سالوں کی گنتی اور حساب کو جانو اور ہر چیز کو ہم نے تفصیل وار بیان کر دیا ہے۔

ترقی کی دوسری شرط یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر ایک شعبۂ عمل میں ترتیب و تنظیم رکھے۔ اور اپنے نظام عمل کے لئے نظام الاوقات تیار رکھے۔ چنانچہ کارخانۂ عالم میں نظام شمسی انسان کو تنظیم اوقات کا بصیرت افروز سبق دے رہا ہے۔ یہی نظام لیل و نہار اپنے اندر مسئلہ ترقی و تنزل اقوام کے حل کرنے کے دلائل رکھتا ہے۔ وجعلنا الليل والنهار اٰيتين۔ جیسے ہم رات کی سیاہی کو مٹا دیتے ہیں۔ فمحونا اٰية الليل۔ ایسے ہی ادبار قوموں کی سیاہی کو بھی بذریعہ روشنی قوانین (شرائع) مٹا دیتے ہیں۔ اور جس طرح دن کی روشنی کو عالم کے لئے ذریعۂ بصارت بنایا ہے۔ وجعلنا اٰية النهار مبصرة۔ اسی طرح وحی الٰہی کی روشنی کو بھی حق پرست قلوب کے لئے ذریعہ بصیرت بنایا ہے تاکہ اس کی روشنی میں اقبالمند قومیں فضل و انعامات الٰہیہ کا بے حساب رزق حاصل کر سکیں۔ لتبتغوا فضلاً من ربكم۔ اور وحی الٰہی کی برقی قوت سے اپنی ترقی کی رفتار کے اندازے لگا سکیں۔ ولتعلموا عدد السنين والحساب۔ بعض تحریکات کے نتائج سالوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور بعض کے قرنوں میں جن کا شمار پچھلی قومیں کرتی ہیں۔ السنين والحساب کے دو الفاظ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

شرط سوم ۳:- وكل انسان الزمناه طائره في عنقه الآية ترقی کی شرائط میں سے تیسری شرط یہ ہے کہ ہر شخص ترقی کی امید کو اپنے ہی اعمال سے وابستہ سمجھے اور سستی و بداعمالی کی وجہ سے تنزل کی بدفالی بھی اپنے ہی گلے سے معلق جانے۔ کامیابی کا اعلیٰ ذریعہ یہی ہے کہ انسان کسی دوسرے کے بھروسے نہ رہے بلکہ ذریعہ ترقی اپنے اعمال کو سمجھے اور اعتماد علی اللہ رکھے۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا۔ ليس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يرى (النجم)
كل امرئ بما كسب رهين (الطور)

آگے اسی مضمون کی یوں تشریح کی جاتی ہے۔ من اهتدى فانما يهتدى لنفسه یعنی جو شخص اصول الٰہیہ کی پیروی کرتا ہے وہی ترقی کرتا ہے۔ ومن ضل فانما يضل عليها لا تزر وازرة وزر اخرىٰ۔ اور جو شخص فطرت الٰہیہ کی صحیح راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ تو شقاوت و ضلالت کا بوجھ اس کے سر پر آ پڑتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ جب قوموں کی شقاوت وضلالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ اس سے غضب الٰہی کی آگ کا بھڑک اُٹھنا ضروری ہوتا ہے تو ایسے وقت کے لئے جو سنت الٰہی ہے آگے اسی کا ذکر ہوتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔

قانون تعذیب امم

گویا یہاں سے قانون تعذیب امم بیان فرمایا جاتا ہے۔ کوئی قوم خواہ کیسی ہی تنزل وادبار میں پڑ گئی ہو لیکن اُس قوم کے تمام افراد ایک حالت پر نہیں ہوتے۔ بعض ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں جن کی فطرتیں صحیح ہوتی ہیں اور بعض اگرچہ مبتلائے معاصی ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی طبائع حد عدوان وطغیان تک نہیں پہنچی ہوتیں۔ اگر ان کو صحیح تعلیم دینے والا مل جائے تو اس کی پیروی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اسی لئے تدبیر الٰہی کا تقاضا ہوتا ہے کہ رسول بھیجا جائے جو صحیح تعلیم دیکر اچھوں اور بُروں میں امتیاز کر دے۔ جن میں صحیح مادہ ہو ان کو الگ کر دیا جائے تاکہ ثمرات ترقی سے متمتع ہوں اور فاسد مادہ کو الگ۔ تاکہ وہ تباہی وخذلان کی چاشنی چکھیں۔ جیسا کہ طبیب مسہل سے پہلے منضج دیتا ہے تاکہ مواد فاسدہ یکجا ہو جائیں اور بوقت اخراج صحیح مادہ ضائع نہ ہو جائے۔ اور جب اس غلیظ مادہ کے فنا کرنے کا وقت آتا ہے تو اس کی نوعیت کا ظہور جس طرح ہوتا ہے۔ اس کا ذکر آگے ان لفظوں میں کیا جاتا ہے:۔

واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا (ترجمہ) جب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو (بذریعہ انبیاء مامورین کے اتباع شریعت کا) حکم دیتے ہیں پھر وہ اس بستی میں نافرمانی کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس پر (عذاب الٰہی کا) وعدہ لازم ہو جاتا ہے پس ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔ ناظرین اس آیت کو سرسری نظر سے پڑھکر جلدی سے گذر نہ جائیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق قرآن حکیم کا شکوہ ہے۔ وکاین من آية في السموات والارض يمرون عليها وهم عنها غافلون بلکہ اسے غور وتدبر سے پڑھیں۔ اور اس سے ماقبل کی آیت موجودہ زمانہ میں تصدیق وعدہ کی تازہ شہادت پیش کرتی ہے اسی سُنت قدیمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عہد حاضرہ میں اپنے موعود رسول مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جس نے ایمان کو از سرِ نو تازہ کر کے لوگوں کو اتباع شریعت کی دعوت دی۔ مگر افسوس کہ اکثر طبقہ نے گذشتہ اُمتوں کی طرح اس رسول کا انکار وجحود کیا جس کے باعث یہود مغضوب کی طرح عذاب الٰہی کے شکار ہوئے۔

ترقی کے لئے شرط چہارم } من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها مذموما مدحورا ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم مشكورا۔ ترقی کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اپنے اعمال حیاۃ کا مقصد ادنیٰ قرار نہ دیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورنہ محدود ترقی ہوگی۔ اور بعد اختتام حد کے تنزل و خذلان ہوگا۔ اور کامل ترقی اس شخص کو ہوگی جس کے پیش نظر مقصدِ اعلیٰ ہو۔ من اراد الاٰخرۃ۔ اور اس کے لئے سرتوڑ کوشش کرے وسعیٰ لھا سعیھا اور شرط یہ کہ وھو مؤمن یعنی اسی اصول الٰہیہ پر صحیح اور پختہ اعتقاد ہو۔ اس کے یقین و ایمان میں تذبذب و تزلزل نہ آنے پائے کیونکہ بام ارتقاء سے گرانے والی اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ جب یہ سب شرائط پوری ہونگی تب انکی کوششیں پوری طرح کامیاب ہونگی فاولٰئک کان سعیھم مشکورًا ۔

شرط پنجم :۔ لا تجعل مع اللہ الٰھاً اٰخر فتقعد مذموماً مخذولاً (ترجمہ) اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا ورنہ تُو ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ جائیگا۔ پانچویں شرط ترقی کی یہ ہے کہ قانون اساسی (توحید) کی خلاف ورزی نہ کیجائے ورنہ ترقی کی تمام راہیں بند ہو کر ذلّت و خواری کی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ فتقعد مذموماً مخذولاً۔

اِسلام آزاد و فاتح اقوام کا مذہب ہے

واضح ہو کہ اِسلام اولوالعزم بلند خیال آزاد و فاتح اقوام کا مذہب ہے۔ جب کوئی قوم اس اولوالعزمی بلند نظری کے مرتبہ تک نہیں پُہنچی ہوتی تو اسے اِسلام دیگر مسائل کی تعلیم کی تکلیف نہیں دیتا۔ بلکہ سب سے پہلے اسے توحید کا سبق دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تمام اشیاء کائنات کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر ایک اللہ کی غلامی میں آجائے۔ اور تمام پستی اور زبونی کے خیالات کو چھوڑ کر اپنی بلند خیالی کی عمارت کو آسمان تک پُہنچائے جب انسان اس مرتبہ پر پُہنچے۔ تب اس کا دماغ اس قابل ہوتا ہے کہ اسے باقی مسائل اِسلام کی تعلیم دیجائے اور اس کے ذہنی قوائے اب اس لائق ہوتے ہیں کہ مسائل ملّت کی فلاسفی کو سمجھ سکیں۔ پس توحید ہی تمام عزائم آزادی کی اساس و بنیاد ہے۔ اسی کا اثر تھا کہ خیر القرون میں مسلم جماعت کا ادنیٰ فرد بھی جب کہیں سلاطین دنیا کے درباروں میں جاتا تو اس کی اولوالعزمی اور استغنا سے اہل دربار پر رُعب چھا جاتا۔ افسوس کہ اس جذبہ کو جب سے مسلمانوں نے چھوڑا تو بجائے مرعوب کرنے کے خود مرعوب ہوتے لگے۔ یہ نحوست توحید کو چھوڑنے کی وجہ سے آئی۔ وہ قوم جو اعلیٰ توحید پرست واقع ہوئی تھی۔ جو اقوام دنیا کو توحید کا سبق دینے کے لئے نکلی تھی۔ آج وہ خود مختلف اقسام کے شرکوں میں مبتلا ہے۔ شریعت الٰہیہ کے صاف و مصفا چشمے کو اپنے گندے خیالات شرکیہ سے میلا اور گدلا کر دیا ہے۔ عوام تو پیر پرستی قبر پرستی میں[صہ] مفتون ہیں۔ اصل کتاب الٰہی کو چھوڑ کر انسانی دماغوں کے تیار کردہ قوانین اور آرائے بشریہ کو خدائی قوانین اور شریعت الٰہیہ کا رتبہ دے رہے ہیں۔ پہلی اُمّتیں بھی اس شرک میں مبتلا ہو کر تباہی و خذلان کے عذاب کا مزہ چکھ چکی ہیں۔ جس کا تذکرہ فرقان حمید یوں فرماتا ہے:۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا یہود و نصاریٰ نے اپنے عالموں اور فقیروں کو

[صہ] [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من دون اللہ والمسیح بن مریم وما امروا — اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح بن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں تو
الا لیعبدوا الٰھًا واحدًا لا الٰہ الا ھو — یہ حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں
سبحانہ عما یشرکون (توبہ) — وہ ان سے پاک ہے جن سے اسے شریک ٹھہراتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں عدی بن حاتم رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت اتری تو میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ ہم تو ان علماء و فقراء کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا جن چیزوں کو وہ حرام کہدیتے۔ تم انہیں حرام نہ سمجھتے خواہ اللہ تعالیٰ نے اسے حلال ہی کیوں نہ کیا ہو اور جن چیزوں کو وہ حلال کہدیتے تم ان کو حلال جاننے لگ جاتے۔ اگرچہ خدا نے انہیں حرام ہی کیا ہو۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت ہے (ترمذی کتاب التفسیر۔ البیہقی فی المدخل) (باقی آیندہ) کتبہ الاحقر عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرس عربی ہائی سکول جالندھر

مسیحؑ کا صلیب پر لٹکایا جانا موجب توہین نہیں

اخبار اہلحدیث مؤرخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۵ پر بعنوان "توہین انبیاء کس نے کی" ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہود کے عقیدہ کے مطابق جو صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر لٹکائے گئے۔ بالفاظ دیگر ان کو ملعون قرار دینا ہے۔ اور ملعون نبی نہیں ہوتا لہٰذا مسیح نبی ہوئے اور یہ ان کی صریح توہین ہے۔ اور اپنے مدعا کے اثبات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت ازالہ اوہام سے پیش کی ہے:-

"یہودیوں کے خیال کی بنا توریت کے اس قول پر تھی جو لکھا ہے کہ جو پھانسی دیا جائے وہ ملعون ہے کیونکہ توریت بلند آواز سے پکار رہی ہے۔ کہ مصلوب لعنتی ہوتا ہے"

مضمون نگار کے اس نظریہ سے ہم بالکل متفق ہیں کہ رسولوں کے مقابلے میں کافر کبھی کامیاب نہیں ہوئے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ آخر الامر اللہ اور اس کے رسولوں کو فتح نصیب ہوتی ہے، لیکن ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ دشمنان انبیاء حتی المقدور ان کی ہلاکت واستیصال کے لئے تدابیر اختیار کرنے میں کوئی کمی کرتے ہیں۔ قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کفار نے رسولوں کو ناکام ثابت کرنے اور انہیں تباہ و برباد کرنے کیلئے دنیاوی لحاظ سے جو ممکن سے ممکن تدابیر اختیار کی جا سکتی تھیں کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے نتیجہ مکر سے اپنے مقربوں کو بچاتا رہا۔ اور اپنے القادر ہونیکا ثبوت اس طرح دیتا رہا۔ کہ دشمنوں کو موقعہ دیکر کہ وہ جسقدر تدابیر در اسباب انبیاء کی ہلاکت اور قتل کے ہو سکتے ہیں اختیار کر لیں۔ لیکن باوجود اسباب قتل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و تباہی کے استعمال کرنے کے اپنے مقصد میں خائب و خاسر رہتے رہے ۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے بھی کتاب شہادت القرآن کے صفحہ ۶۹ پر بہت خوب لکھا ہے :-

"پس کفار الاخسرین یعنی سخت زیانکار اور الاسفلین یعنی نہایت پست اور ذلیل تب ہی ہو سکتے ہیں جب اپنا سارا زور اور بل لگا چکیں اور اپنے اسباب کو استعمال میں لا چکیں اور پھر اپنے ارادہ میں ناکام رہیں"

اور ایسا ہی ہمارے نزدیک یہود نامسعود نے حضرت عیسیٰ ؑ کے مقابلہ میں اسباب قتل استعمال کئے ۔ اور انہیں جھوٹا نبی ثابت کرنے کے لئے سارا کش بل لگایا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتارے گئے ۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا ۔ اور کسی اور کو ان کی جگہ صلیب دی گئی قرآن مجید اور سُنّت اللہ کے صریح خلاف ہے ۔ لاریب مسیح علیہ السلام دوسرے انبیاءؑ کی طرح ماستباز اور اولوالعزم نبی تھے ۔ اور ان کے متعلق جو سازشیں یہود کی طرف سے ہوئیں ان کے متعلق وہی الفاظ استعمال ہوئے جو دوسرے انبیاء کے مخالفین کی سازشوں کے متعلق استعمال ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ کہ یہود نے ایک مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے مکر کو ناکام ثابت کرنے کے لئے ایک تدبیر کی اور خدا بہتر تدبیر کرنیوالا ہے ۔ اس آیت میں لفظ مکروا و مکر اللّٰہ بصیغہ ماضی استعمال ہوا ہے ۔ اور دونوں جگہ وقوع فعل ہوا ہے ۔ یہود نے جو مکر کرنا چاہا تھا وہ انہوں نے کیا اور وہ یہ تھا کہ مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مروا ڈالیں ۔ پس جو ان کے پاس ظاہری سبب موت اور ہلاکت کا تھا ۔ انہوں نے کیا ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے باریک در باریک تصرفات کے ذریعہ سے انہیں صلیبی موت سے بچا لیا ۔ لیکن ہمارے مخالفوں کا یہ کہنا کہ جو مسیح کے متعلق انہوں نے مکر کیا تھا ۔ اس کا وقوع مسیح پر نہیں ہوا بلکہ کسی اور شخص پر ہوا دعویٰ بلا دلیل ہے اور خلاف سُنّت الٰہیہ ہے جو رسولوں اور ان کے اعداء کے متعلق ہم دیکھتے ہیں ۔ ہمارے مخالفوں کے پاس کوئی ایسی نظیر موجود نہیں ہے ۔ جس سے وہ اپنی بات کی صداقت کو مبرہن کر سکیں لیکن ہمارے پاس قرآن مجید سے ایسی مثالیں موجود ہیں جو ہمارے نظریہ کی تائید کرتی ہیں ۔

حضرت ابراہیم ؑ کے ساتھ کفّار کا مکر

اللہ تعالیٰ سورہ انبیاءؑ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں فرماتا ہے ۔ واراد وابہ کیدا فجعلنا ھم الاخسرین حضرت ابراہیم ؑ کے دشمنوں نے آپکے ساتھ ایک مکر کیا پس ہم نے انکو خسرین سے کر دیا اور آیت قالوا حرقوہ وانصروا اٰلھتکم ان کنتم فاعلین اور آیت قالوا ابنوا لہ بنیانا فالقوہ فی الجحیم سے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ تدبیر کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال کر جلایا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر انہوں نے ...... ایندھن کی ایک چتا بنا کر آگ میں ڈالدیا یعنی جو طریق حضرت ابراہیمؑ کی ہلاکت کا انہوں نے سوچا تھا وہ کر گذرے۔ مگر ہم نے آگ کو حکم دیا یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم کہ اے آگ تو ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی کا موجب بنجا ؂

حضرت یوسفؑ کے ساتھ انکے بھائیوں کا مکر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماکنت لدیھم اذ اجمعوا امرھم وھم یمکرون۔ کہ اے رسول تُو انکے پاس نہ تھا جبکہ وہ اپنے بھائی یوسفؑ کو باہر لے گئے اور آپ کو کسی ویران کوئیں میں ڈالنے پر اجماع کرلیا۔ اس حالت میں کہ ان کا ایک مکر تھا جو آیت واجمعوا .... ان یجعلوہ فی غیابت الجب میں بیان کیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنے مکر میں کامیاب ہوئے اور حضرت یوسفؑ کو کوئیں میں ڈالدیا۔ لیکن ان کے نتیجہ مکر سے اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا اور ان کا مکر یوسفؑ کی ترقیٔ مدارج کا سبب ہُوا ؂

آنحضرت صلعم کیلئے کُفّار کا مکر

واذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ اس آیت میں بھی وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے مخالفین کے مقابلہ میں استعمال ہوئے فرق آتا ہے۔ کہ اس آیت میں مکر کا لفظ بصیغہ ماضی ہے اور اس آیت میں بصیغہ مضارع بیان ہُوا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کفار مکہ بھی اپنے مکر کے استعمال کرنے میں کامیاب ہوئے اور آنحضرت صلعم کو مکّہ مکرمہ سے نکلنا پڑا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکاین من قریۃ ھی اشدّ قوۃ من قریتك التی اخرجتك اھلکناھم فلا ناصر لھم (سورہ محمدؐ) کہ اہل مکہ نے آپؐ کو مکہ مکرمہ سے نکالدیا ؂

پس مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہے۔ کہ سُنّت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنے مرسلوں کو مکفرین کے ہاتھوں سے اسوقت بچاتا ہے جبکہ وہ اپنی طرف سے ایذا دہی کے تمام سامان اور تمام تدابیر ہلاکت کی کرچکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے دشمنوں نے آپ کو جلا کر مارنا چاہا سو جو سبب جلانیکا ہوتا ہے وہ انہوں نے استعمال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے زندہ نکالا۔ اور ان پر غالب کر دکھلایا۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ کی تباہی وہلاکت کا سبب تھا۔ مگر وہی اُنکا مکر اللہ تعالیٰ نے اپنی دقیق حکمتوں کے ماتحت حضرت یوسفؑ کی ترقی کا باعث بنادیا ؂

پھر اسی طرح آنحضرت صلعم کو کفار مکہ نے مکر سے قتل یا مکہ سے نکال دینا چاہا۔ اور اس کے لئے انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت مکر کیئے یہاں تک کہ آپؐ کے قتل کے لئے یہ مکر کیا۔ کہ آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ اور ہر قبیلہ میں سے جوان چُنے تاکہ بہت سے قبائل میں آپؐ کا خون مشترک ہو جائے۔ تاکہ آپؐ کا قبیلہ (بنو ہاشم) مقابلہ کی طاقت نہ رکھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جبکہ آپ قیدی کی طرح دشمنوں میں محصور تھے۔ حفاظت سے نکالا پھر آپ وہاں سے نکل کر غار ثور میں جو ایک تاریک و تار غار تھی۔ تین دن تک رہے۔ اور دشمن غار کے پاس بھی پہنچا۔ اور اس وقت بھی آپ دشمنوں کی قید میں ہی تھے اگر وہ غار میں داخل ہو کر دیکھتے۔ لیکن یہ نہ ہُوا۔ کہ آپ کو محاصرہ کے وقت اور حضرت یوسفؑ کو کوئیں میں سے اور حضرت ابراہیمؑ کو چتا میں سے آسمان پر اُٹھا لیا گیا ہوتا۔ اور مشرکین کا آنحضرت صلعم کو مکہ سے نکالنے کا مقصد تو یہ تھا۔ کہ آپؐ کی باہر کوئی مدد نہ کریگا اور آپ ہلاک اور تباہ ہو جائینگے۔ لیکن خیر الماکرین خدا نے آپؐ کو ان نکالنے والوں پر غلبہ عطا فرمایا ؎

یہود کا مکر

اسی سُنّت کے مطابق یہود بھی اپنے مکر میں کامیاب نہ ہوئے اور مکر یہی تھا کہ وہ حضرت مسیحؑ کو قتل کریں یا صلیب پر چڑھا کر جان سے ماردیں۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر اور مدارک میں لکھا ہے حین ارادوا قتلہ وصلبہ۔ پس یہود نے بھی اپنا مکر کیا جیسا کہ لفظ مکروا سے ظاہر ہے اور مسیحؑ کو کاٹھ پر لٹکایا۔ لیکن کاٹھ پر لٹکانے کا نتیجہ جو کہ قتل تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بچالیا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا وما قتلوہ یقیناً اور پھر آپؑ کو غلبہ عطا فرمایا۔ اور آپؑ کے مکفّرین کو مغضوب علیھم بنایا۔ اور آپؑ کے متبعین کو انپر غلبہ دیا۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے۔ کہ وہ کافروں کے سامانوں کو ناکام ثابت کرتا ہے۔ اور زمین پر ہی انبیاءؑ کو ان کے مقابلہ کی طاقت عطا فرماتا ہے۔ کوئی ایک مثال انبیاءؑ میں ایسی نہیں پائی جاتی کہ دشمنوں کے شر سے بچانیکے لئے خدا نے خفیۃً کسی ایک نبی کو آسمان پر اُٹھا لیا ہو۔ پس وہ جسکے ہاتھ میں تمام قدرت ہے اور جو رحیمیت سے ہے کیوں مسیحؑ کو یہود سے بچانے کے لئے خفیہ طور پر آسمان پر لیجاتا۔ اور بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو حیات ابدی کے پیغام سے محروم رکھتا۔ بلکہ اُس قادر خدا نے مسیح علیہ السلام کو ان کے نتیجۂ مکر سے محفوظ رکھا اور انہیں وہاں سے ان بلاد کی طرف ہجرت کا موقعہ دیا جہاں کہ بنی اسرائیل کے دوسرے گم شدہ فرقے آباد تھے۔ تا وہ انہیں پیغام حق پہنچائیں۔ اور ان کے فلسطین سے ہجرت کر جانیکے بعد ان کی پیشگوئیوں کے مطابق یہود کو خدا تعالیٰ نے سخت عذاب میں پکڑا اور ان کی ہجرت کے تقریباً چالیس سال بعد طیطس رومی نے انہیں تباہ و برباد کیا۔ اور مسیح علیہ السلام کے پیرو ترقی کرتے چلے گئے اور یہی وہ وجاہت تھی جو خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو اس دنیا میں دی۔ اور ان کے حق میں جو وجیھا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لفظ اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا۔ تو وہ ان اعتراضوں کے جواب میں ہے۔ جو یہود نے مسیح علیہ السلام پر کئے تھے۔ ورنہ کونسا نبی ہے جو وجیہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے وجیھا کہکر وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْن فرمایا کہ اس کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ وہ منجملہ دیگر مقربین کے ایک مقرب بارگاہ الٰہی تھا ؛

اور یہ بات کہ مسیح علیہ السلام کو یہود کا طمانچہ مارنا اور کانٹوں کا تاج پہنانا۔ اور پھر صلیب پر لٹکانا وغیرہ امور کو صحیح تسلیم کرنا...... موجب توہین ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ ورنہ ماننا پڑیگا کہ آنحضرت صلعم کا طائف کے اشرار سے پتھر کھانا اور آپ کی ایڑیوں کا خون آلودہ ہونا اور ایک دفعہ ایک شریر کافر کا آپ کے گلے میں چادر ڈالکر گلا گھونٹنا بھی آپ کی توہین قرار دیجائے۔ اور اگر کانٹوں کا تاج پہنانا مسیحؑ کے لئے موجب توہین ہے۔ تو ایک شریر کافر کا آنحضرت صلعم کی گردن مبارک پر سجدہ کی حالت میں اونٹنی کا غلاظت سے بھرا ہوا بچہ دان رکھ دینا کیوں موجب توہین نہیں تسلیم کیا جاتا ؟ اور اگر مسیحؑ کا صلیب پر دو تین گھنٹے تکلیف برداشت کرنا انکے لئے موجب توہین ہے۔ تو آنحضرت صلعم کو غزوہ احد میں جو شدید زخم آیا۔ اور آپکے دو دانت شہید ہوئے۔ جس سے آپ بیہوش ہو گئے۔ اور کافروں نے یہ مشہور کر دیا کہ قتل محمد واللہ قد قتل محمد کہ محمد صلعم قتل ہو گئے کیوں موجب توہین نہیں ؟ پس انبیاءؑ کو اپنے مخالفوں کے ہاتھوں سے جو تکالیف شاقہ۔ اور محن شدیدہ برداشت کرنی پڑتی ہیں تو وہ ان کے لئے باعث فخر اور موجب ترقی مدارج ہوتی ہیں ؛

حضرت مسیحؑ کی کس نے توہین کی؟

کہا جاتا ہے کہ چونکہ مصلوب ہونا لعنت کا باعث ہے۔ اس لئے اگر تسلیم کیا جائے کہ مسیحؑ صلیب پر لٹکائے گئے تو اس سے ان کی توہین ہوتی ہے۔ مگر مضمون نگار نے عمداً لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ محض صلیب پر لٹکائے جانا موجب لعنت تھا بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ صلیبی موت مرنا موجب لعنت سمجھا جاتا تھا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کو پھانسی دیگئی یا صلیب پر لٹکایا گیا۔ تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ پھانسی یا صلیب کے ذریعہ مر گیا۔ اسی وجہ سے قرآن نے فرمایا ہے ما صلبوہ کہ انہوں نے اس کو مصلوب نہیں بنایا کیونکہ ان کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی۔ اور یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ مانا کہ آنحضرت صلعم پر کفار نے اسباب قتل استعمال کئے۔ یہاں تک کہ غزوہ احد میں آپؐ کو اتنے شدید زخم لگے کہ کافروں نے یقین کر لیا کہ آپؐ قتل ہو گئے جس سے انہوں نے جنگ بھی چھوڑ دی۔ اور مکہ کو واپس لوٹ آئے۔ یہ باتیں آنحضرت صلعم کیلئے موجب توہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے متعلق تو وعدہ تھا کہ واللہ یعصمک من الناس کہ اللہ آپؐ کی حفاظت کریگا اور وہ آپؐ کو قتل نہ کر سکینگے۔ پس جس طرح آنحضرت صلعم کا ان تکالیف کا برداشت کرنا جنہیں کفار نے آپؐ کی وفات کا موجب سمجھا تھا۔ آپؐ کے لئے موجب توہین نہیں۔ اسی طرح مسیح علیہ السلام کا صلیب پر سے چند گھنٹے تکالیف برداشت کر کے زندہ اُترآنا موجب توہین نہیں ہے۔ البتہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ مسیحؑ بغیر اس کے کہ کسی کو پتہ لگے غائبانہ طور پر آسمان پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہود کی خاطر ایک اور کو مسیحؑ کی شکل دیدی جسے یہود نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا۔ اور وہ یہی سمجھے کہ انہوں نے مسیحؑ کو صلیب پر مارا ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کو ان میں سے کسی نے آسمان پر جاتے نہیں دیکھا۔ پس یہود کے مشاہدہ کو ایک ایسے واقعہ سے جس کا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا۔ کیونکر رد کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ عقیدہ ایسا ہے جو عقلاً یہود کو مجبور کرتا ہے کہ وہ مانیں کہ مسیحؑ کو انہوں نے لعنتی موت مارا اور اس میں شک نہیں کہ یہ عقیدہ مسیحؑ کے لئے موجب توہین ہے *

صلیب اور جنگ احد کے واقعہ میں مشابہت

اگر غور سے دیکھا جائے تو مسیحؑ کے صلیب پر چڑھنے اور آنحضرت صلعم کو جنگ احد میں پتھر لگنے کا واقعہ قریباً دو نو ملتے ہیں جیسے کہ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلعم کو مقتول سمجھ کر جنگ کرنا چھوڑ دیا حالانکہ آنحضرت صلعم شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ آپؐ بیہوش (جو کہ مشابہ بالمقتول کی حالت ہو) ہو گئے تھے اسی طرح جب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر سے اُتارا گیا۔ تو یہود نے آپؐ کو مقتول خیال کیا۔ لیکن درحقیقت آپ بیہوش اور مشابہ بالمقتول ہو گئے تھے۔ حقیقۃً مقتول نہیں ہوئے تھے۔ اور یہی حقیقت ہے جس کا قرآن مجید کی آیت ولکن شبہ لھم میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہی اصلیت ہے۔ جو اب تک انجیل کی متعدد آیات سے ظاہر ہوتی ہے اور مکاشفات یوحنا باب ۵ آیت ۶ میں لکھا ہے:۔

"ورأیت فاذا فی وسط العرش والحیوانات الاربعۃ وفی وسط الشیوخ خروف قائم کانہ مذبوح" پھر مَیں نے دیکھا کہ عرش اور چار حیوانات اور شیوخ کے درمیان میں ایک مینڈھا کھڑا ہے گویا کہ وہ ذبح کیا ہُوا ہے۔

اب اس کشف میں یوحنا نے مسیحؑ کو مشابہ بالمذبوح دیکھا ہے جیسا کہ کانہ مذبوح کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ یہ نہیں دیکھا کہ وہ واقعہ میں مذبوح ہو گیا تھا۔ اور یہی بات قرآن مجید کی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم سے ظاہر ہے۔ وہ امر حقیقت جو اناجیل کے الفاظ میں مستور تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ اُسے ظاہر کیا جس کی حقیقی تفسیر اللہ تعالیٰ نے کاسرِ صلیبؑ پر ظاہر فرمائی اور انہوں نے بالتفصیل اپنی کتب میں تحریر فرمائی۔ پس مبارک ہیں وے جو راستی کو اختیار کریں اور باطل سے مُنہ موڑیں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؏

الاستفسار

یہ حقیقت ہے اور مجھے اس سے انکار نہیں، کہ تقسیم وراثت کا اسلامی ضابطہ اپنے اندر عقید المثال کاملیت اور جامعیت رکھتا ہے، اور اس میں قرابت اور رشتہ داری کے مراتب کا تناسب اور ان کا تعین و تحفظ معجزانہ طریق پر کیا گیا ہے، لیکن صرف ایک امر ہے جو مجھے سمجھ نہیں آیا اور جسے مَیں سمجھنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جو صاحب اس پر قلم اُٹھائیں ان کا دائرہ استدلال قرآن مجید اسوہ رسول حدیث النبیؐ اور اجماع اُمّت سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ انہی چار چیزوں سے عبارت ہے اور یہی چار چیزیں شریعت اسلامیہ کا ماخذ ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو ہاں ایک بہن ہو تو اس بہن کو ترکہ میں سے نصف مال دیا جائیگا۔ جیسے فرمایا:۔
ان امرءٌ ھلک لیس لہٗ ولدٌ وّلہٗ اختٌ فلھا نصفُ ما ترک۔ اور پھر فرمایا۔ وَلکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھنّ ولد۔ یعنی جس عورت کی اولاد نہ ہو اس کے مرنے پر اس کے خاوند کو اسکی بی بی کے ترکہ میں سے نصف مال دیا جائے۔ نیز اگر کسی شخص کے اولاد یا دوؔ بھائی بہن نہ ہوں تو اس کی ماں کو اس کے ترکہ میں سے تیسرا حصّہ دینا چاہیئے اس کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت ہے فان لم یکن لہٗ ولدٌ وّ ورثہٗ ابوٰہُ فلامّہِ الثلث فان کان لہٗ اخوۃٌ فلامّہِ السدس۔ جب تقسیم حصص کی یہ نوعیت ہے تو فرض کیجئے ایک عورت فوت ہو جاتی ہے اور اس کے ورثاء میں سے خاوند ایک بہن اور ایک ماں ہے تو قرآن مجید کے مندرجہ بالا ہر سہ احکام کو بجالانے کے لئے ضروری ہے کہ خاوند کو اصل مال کا نصف یعنی ½ بہن کو بھی اس مال کا ½ اور ماں کو ⅓ دیا جائے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کے مال سے خاوند اور بہن کو نصف نصف اور ماں کو تیسرا حصّہ دیا جائے بلکہ علم حساب کی رو سے ایک چیز میں سے دو نصف تو نکل سکتے ہیں لیکن دو نصف نکال دینے کے بعد پھر ایک ثلث کسی صورت میں بھی نہیں نکل سکتا۔ اسکی مثال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل ایسی ہی ہے کہ کوئی شخص اپنے ملازم کو چھ روپیہ دے۔ اور کہے کہ اس میں سے نصف یعنی تین روپیہ زید کو دیدینا اور تین روپیہ سے عمرو کا حساب چکا آنا پھر دو روپیہ خالد کو دیدینا۔ حالانکہ یہ کسی طرح بھی ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ منہائیوں کے پہلے دو عملوں کے بعد ہی یعنی زید اور عمرو کو تین تین روپیہ دینے کے بعد چھ روپیہ میں سے اب ملازم کے پاس کچھ بھی باقی نہیں جسے وہ اپنے آقا کے حکم کی بجاآوری میں خالد کے سپرد کرے۔ کیونکہ ایک رقم دو نصف اور ایک ثلث نہیں رکھتی بلکہ اس میں یا تین ثلث ہی ہونگے یا دو نصف۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، کہ ایک رقم میں سے دو نصف بھی نکالے جائیں اور ایک ثلث بھی حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بالکل بعید ہے کہ اسکی کتاب میں علم حساب کا ایسا ابتدائی قاعدہ جسے دوسری جماعت کا طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے غلط طور سے درج ہو امید ہے کہ علماء ذی احترام اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر ممنون فرمائینگے +

اسلام بحیثیت ایک تبلیغی مذہب کے

یورپ اور امریکہ کے جن ممالک میں احمدی مبلغوں کا دور دورہ ہے۔ ناممکن ہے۔ کہ وہاں کا کوئی پادری یا عام عیسائی کوئی کتاب مذہب کے موضوع پر تحریر کرے اور اس میں احمدیہ سلسلہ کا ذکر خیر نہ ہو۔ ممالک متحدہ امریکہ میں مسٹر بریڈن نے ایک کتاب "Moder tendencies in World religion" (دنیا کے مذاہب کے موجودہ زمانہ کے رجحانات) تحریر کی ہے۔ اس میں وہ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے:-

"دنیائے اسلام میں تبلیغی روح کا دوبارہ زندہ ہوجانا کچھ کم دلچسپ نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اسلام شروع سے ہی ایک تبلیغی مذہب ہے۔ اور اس صفت میں دنیا کا اور کوئی مذہب اس کا ہم پلہ نہیں۔ لیکن تبلیغی مذاہب پر بھی ایسے دَور آجاتے ہیں جو کہ جمود اور بے حرکتی کے دَور کہے جاتے ہیں۔ گذشتہ چند صدیوں سے اسلام نے تبلیغی جدجہد میں پُرجوش حصہ نہیں لیا۔ لیکن موجودہ صدی میں ہم اسلام میں نئی زندگی کی حرکت محسوس کرتے ہیں۔ خاص کر ہندوستان میں چند سالوں سے ایک نئی طرز کے مبلّغین کی کوششیں بروئے کار آرہی ہیں۔

یہ درست ہے کہ ہر ایک مسلم جو اپنے وطن سے باہر جاتا ہے۔ ایک مبلّغ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن موجودہ اسلام اس قسم کی بے قاعدہ تبلیغی کوششوں پر ہی اپنا انحصار نہیں رکھنا چاہتا۔ بلکہ اس نے اپنے آپکو علمی تبلیغی جدوجہد کے واسطے منظم کرنا شروع کردیا ہے۔ اور اس مطلب کے واسطے مبلّغین کا انتخاب کرکے باقاعدہ ان کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرز تبلیغ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور پھر بیرونی ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچانے کیواسطے روانہ کیا جاتا ہے۔

یہ فرقہ اسلام جو کرسب سے بڑھ کرہے۔ تبلیغی کوششوں میں مصروف ہے احمدیہ فرقہ ہے اس کی بنیاد گذشتہ صدی کے اخیر میں جس شخصیت نے ڈالی تھی۔ اس کو اب اس کے ماننے والے مہدی اور آنیوالا مسیح کہتے ہیں۔ اس سلسلے کے پیشرو نے انگلستان امریکہ کے علاوہ اور کئی ممالک میں اپنے تبلیغی مرکز کھول رکھے ہیں۔ اور اسلام کو اُس رنگ میں پیش کرتے ہیں جس طرح ان کے امام نے انہیں بتلایا اور سمجھایا ہے۔

وہ مختلف زبانوں میں ایک وسیع ماہوار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ زیادہ مشہور ان میں سے اسلامک ریویو اور ریویو آف ریلیجنس ہیں۔

امریکہ میں جو احمدی رسالہ شائع ہوتا ہے۔ وہ کبھی کبھی شائع ہوتا ہے۔ کیونکہ روپے کی قلت ہے۔ اس سے یہاں رسالہ کی اشاعت پر خاصہ اثر پڑا ہے۔

موجودہ مالی تنگی اور اقتصادی بدحالی نے جملہ مذاہب کے مشنوں پر بُرا اثر ڈالا ہے۔ چنانچہ ان سب کی جدوجہد میں کمی واقعہ ہوگئی ہے۔

احمدی مبلّغین جہاں جاتے ہیں ایسی صورت و شکل میں اسلام کو پیش کرتے ہیں جو خواہ لوگوں کے اخلاقی جذبات کو اپیل کرتی ہے۔

اسلام کی تعلیم پیش کرنے میں وہ زیادہ تر ایسی باتوں پر زور دیتے ہیں۔ جو کہ بہترین طور پر مغربی ممالک کے لوگوں کی اخلاقی دانشمندی کو اپیل کرتی ہے۔

رسول (کریمؐ) کے برخلاف الزامات کا دفعیہ بالکل اسی طرز پر کیا جاتا ہے۔ جس کا ابتدائی پیراگراف میں ذکر ہُوا ہے۔ اپنے نبیؐ کی سیرت کی وہ ایسی تصویر کھینچتے ہیں۔ جو کہ موجودہ زمانے کے عیسائیوں کو ہُوبہُو عیسیٰ مسیحؑ کی تصویر نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک عیسائی مصنّف تحریر کرتا ہے:۔

"یہ فرقہ (احمدیہ) گویا عیسیٰ مسیحؑ کے خدوخال کو لیکر محمد (صلعم) پر چسپاں کر دیتا ہے یعنی اُس کا (محمد صلعم) اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہر حالت میں رضا و تسلیم اور صبر کے اعلیٰ ترین نمونہ کا اظہار۔ اُس کا مطمئن قلب مضبوط چال چلن شریف اور بلند اخلاق۔ اپنے فرائض کی ادائیگی میں پورا جوش اور انہماک۔ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں مطلق بے خوفی اور استقامت اور بہادری کا اظہار۔ اپنے دُکھ دینے والے دشمنوں کو معاف کر دینا۔ وغیرہ وغیرہ۔"

فرقہ احمدیہ کی تعلیم کی رُو سے اسلام کے معنی ہیں "امن" کے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ جنگ۔ وجدل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تنگ آئی ہوئی دُنیا اب صرف اسلام کے ذریعہ ہی امن کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ اسلام ساری دنیا کی ایک ایسی برادری قائم کرتا ہے۔ کہ اس میں فتنہ فسادات کے بہت کم امکانات رہ جاتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے بموجب امیر۔ غریب۔ گورے۔ کالے۔ گندم گوں سب بھائی ہیں۔ اسلام رنگ اور ذات کے امتیازات کو قائم نہیں رکھتا۔ دنیا میں شراب کا سب سے بڑا دشمن اسلام ہے۔

اسلام نے عورتوں کے وہ حقوق قائم کیئے ہیں جو کہ دوسرا کوئی مذہب آج تک باوجود بلند دعوؤں کے قائم نہیں کر سکا۔ نبیؐ (کریم صلعم) گویا عورتوں کا سب سے بڑا محافظ تھا۔ جو حقوق اقتصادی اور ملکی آپؐ نے عورتوں کو بخشے وہ آج تک دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیئے۔ قرآن شریف میں مرد اور عورت کی برابری کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ عورت اور مرد کو ایک ہی چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ آدمی عورتوں کا لباس ہیں اور عورتیں آدمیوں کا لباس ہیں۔

عیسائیت اور اس کی موجودہ اعلیٰ تہذیب کا شکریہ ادا کرنا تو بہت دُور کی بات ہے۔ اس نئے فرقہ کے نزدیک خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کے نزدیک عموماً جو خوبی بھی یوروپین تہذیب میں پائی جاتی ہے وہ کسی نہ کسی اسلامی خوبی سے مستعار لی ہوئی ہے۔ مثلاً ان کا دعویٰ ہے کہ غلامی کو دُور کرنیکا سہرا اسلام کے سر پر ہے۔ یوُرپ نے موجودہ مذہبی رواداری اور عورت کی عزت کرنا اسلام سے سیکھا ہے۔ خود مختار حکومتوں کی بجائے نمائندہ حکومتوں کے انعقاد کے اصول قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں۔ اور جب "پسی فٹ" جونس نے جو کہ دنیا کا سب سے زبردست ٹمپرنس کا منتظم ہے (اس بیچارے کی ایک آنکھ کو شراب کے متوالوں نے نقصان پُہنچا دیا تھا۔ ترجمہ) جب مصر کا دورہ کیا اور امریکہ میں ممانعت شراب کے کارنامے بیان کیئے تو وہاں کے مسلمانوں نے کہا۔ ہاں خوب! اب آپ اچھے مسلمان بنتے جاتے ہو۔

اسلام نے موجودہ اقتصادی تکلیف دہ حالت کا حل بتایا ہے۔ صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی ایم اے نے اس موضوع پر ایک آرٹیکل قرآن کی روشنی میں اپنے سہ ماہی رسالہ مُسلم سن رائز میں سپرد قلم کیا ہے۔ آپکے نزدیک اِن مشکلات کا حل اسلام کے تین احکام پر عمل کرنے سے ہو سکتا ہے۔ آپنے اپنے مضمون کو ان الفاظ پر ختم کیا ہے:۔

"الغرض اسلام نے سرمایہ داری کی خرابی کو اپنے قانون وراثت زکوٰۃ کی ادائیگی اور سود کے لین دین کی ممانعت سے دُور کر دیا ہے۔ اسلام نے غرباء کو سُود خواروں کے پنجہ سے بچا دیا ہے۔ اور اصول وراثت نے ایک درمیانی طبقہ کو پیدا کر دیا ہے جو کہ سوسائٹی کے لئے بمنزلہ ریڑھ کی ہڈی کے ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام دنیا میں تمدنی اور نیابتی حکومت کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ اور اب دنیا کی اصلاح اسلام کے سوائے اور جگہ تلاش کرنا عبث ہے"

"اسلام کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ ایک زندہ مذہب ہے۔ یہ الہام اور خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کے دروازہ کو کھلا رکھتا ہے اور اسلام کا ماننے والا زمانہ گذشتہ کے انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل کر سکتا ہے"

گذشتہ چند سالوں میں ہندوستان سے چین میں مبلّغ بھیجے گئے ہیں اور چینیوں میں اسلام کے متعلق بیداری نمایاں ہے۔ اس امر کی اطلاع موجود ہے کہ ایک زبردست تبلیغی مہم ملک چین کے مختلف حصوں میں جاری ہے۔ لیکچروں۔ ماہوار رسالوں اور کلبوں وغیرہ کی تنظیم اور نوجوان مسلمانوں کی مجالس سے جو کہ نوجوان عیسائیوں کی مجالس کے ہمرنگ ہیں تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے۔

حال میں چینی زبان میں قرآن شریف کے ترجمہ کا بندوبست ہو رہا ہے۔ ایک بین الاقوام اسلامی مجلس کا انتظام بھی کیا گیا ہے جو مشرق بعیدہ میں اسلام کا پیغام پہنچائیگی۔ کیونکہ اب موجودہ مذاہب میں سے کوئی بھی بجز اسلام انسانی بہبودی کو ترقی دینے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ڈچ ایسٹ انڈیز میں اسلام دوبارہ سرسبز ہوتا ہے۔ اسلامی وفود جنوبی افریقہ کو بھیجکر مختلف جگہوں میں لیکچروں کا بندوبست کیا گیا ہے۔

اسلام کی موجودہ وسعت کے متعلق لکھتا ہوا۔ مسٹر ڈبلیو ولیم کیش باواز بلند اقراری ہے:۔ کہ باوجود اس کے کہ اسلام مختلف ممالک میں مختلف مفہوم رکھتا ہے اور باوجود اس کے کہ زمانہ حال کے خیالات کی رَو نے اس کو دنیا کے بعض حصص میں کمزور کر دیا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر اسلام کی آجکل کی تبلیغی جدوجہد اور اس کی عالمگیر تنظیم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسلام بحیثیت ایک تبلیغی مذہب کے بدستور مضبوط چٹان پر قائم ہے! ان سب کے پیچھے وہی پرانا عالمگیر مذہبی آیڈیل کار فرما ہے جس کی سلطنت حدود قیود سے پاک ہے۔

باوجود ان تاریخی خیالات کے اسلام نے موجودہ زمانے سے موافقت کرنے کے علاوہ ایک ترقی پذیر روح کا حیرت انگیز ثبوت ہے۔ تیغ و سنان کی جگہ اب لیکچروں اور لٹریچر کے ذریعہ پروپاگنڈا نے لیلی ہے۔ اس طرح سے باوجود ٹرکی کی خلافت سے اختلاف۔ مغربی خیالات۔ خدا کی ہستی سے انکار اور دوسرے اثرات کے اسلام اب بھی اپنا سر اسی فخر سے اونچا رکھتا ہے۔ اور تمام دنیا کے مذاہب کو مقابلہ کی دعوت دیتا ہے"

ترجمہ کردہ محمدؐ اسمٰعیل ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر

نوٹ:۔ احباب مسلم سن رائز امریکہ کے خریدار ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدوثِ رُوح ازرُوئے وید مقدّس

تمام ہندو عموماً اور آریہ سماجی خصوصاً اس بات پر زور دیا کرتے ہیں اور سٹیجوں پر کھڑے ہو ہو کر یہ ثابت کرنیکی بے سود کوشش کیا کرتے ہیں کہ روح اناادی (ازلی ابدی) ہے یعنی جس طرح پرمیشر جنم اور موت و فنا سے بری ہے۔ جس طرح پرماتما ہر قسم کے تغیر و تبدل سے خالی اسی طرح روح بھی خالی ہے از رُوئے وید بھگوان روح حادث ہے ازلی نہیں یہ بحث مفصل طور پر تو پھر کبھی بفضلِ خدا کی جائیگی بوجہ ازدحام موانع کے اسوقت صرف یجر وید سے چند منتر پیش کرتا ہوں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ روح ازلی نہیں بلکہ باقی مخلوق کی طرح ہی حادث ہے۔ ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۱۷ منتر ۱۴ صـ ۳۱۴ وید بھاش

ये देवा देवेष्वधि देव त्वमायन्ते ब्रह्मण:
पुरयतारो अस्य येभ्योन ऋते पवते धाम
किंचबन तेदिवोन पृथिव्या अधि स्नुषु

ترجمہ:- پران (روحیں) دیوتاؤں (اندر وایو وغیرہ) میں دیوتاپن کو حاصل کرتے ہیں اور جو (روحیں) اِس جیو (یعنی یہ جاندار انسان گھوڑا وغیرہ) کے آگے آگے چلنے والے ہیں یعنی ہر ایک جاندار کو چلانے والے ہیں۔ جن پرانوں (روحوں) کے بغیر کوئی (جنم) بھی چیشٹا (حرکت وغیرہ) نہیں کر سکتا۔ وہ پران (روح) نہ تو آسمان اور سورگ (جنت) سے آتے ہیں اور نہ زمین سے پیدا ہو کر (جانداروں میں) آتے ہیں بلکہ وہ پران (روح) انگوں (اعضاؤں) میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اِس منتر سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہے:-

اوّل:- دیوتاؤں میں بھی روح ہوتی ہے اندر اگنی وایو وغیرہ سب میں روح ہے۔

دوم:- روح ایسی ضروری چیز ہے کہ جسکے بغیر کوئی جسم (انسان کا ہو یا حیوان گھوڑے بکری وغیرہ کا) نقل و حرکت نہیں کر سکتا یعنی روح کے بغیر جسم بیکار ہے خواہ دیوتا کا ہو یا انسان کا یا گھوڑے بکری وغیرہ حیوان کا۔

سوم:- وہ روح جو دیوتاؤں میں بھی پائی جاتی ہے جس کے بغیر جسم بالکل نکما ہوتا ہے وہ آسمان میں نہیں پیدا ہوتی یعنی پرمیشر نے آسمان میں علیحدہ کوئی مشین نہیں رکھی ہوئی کہ جہاں صرف روحیں ہی تیار ہوتی ہیں اور زمین پر کوئی ایسا کارخانہ نہیں کہ جہاں صرف روحیں ہی تیار رہوں اب سوال ہوتا تھا کہ روحیں آسمان پر بھی نہیں تیار ہوتیں اور زمین پر بھی ان کا کوئی کارخانہ نہیں تو یہ بھی پرمیشر کی طرح (اناادی) ازلی ابدی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس وہم باطل کی تردید اعلیٰ طور پر کی کہ یہ انادی بالکل نہیں بلکہ انگوں (ہاتھ پاؤں دل جگر وغیرہ) میں ہی پیدا ہوتی ہے یعنی نطفہ سے جب گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور بعد میں وہ گوشت کا لوتھڑا ایک جسم کی شکل جوں جوں اختیار کرتا ہے۔ تب ہی ان میں روح بھی پیدا ہو کر اعضاؤں کی تکمیل کے ساتھ اس کی بھی تکمیل ہوتی رہتی ہے۔

وید بھگوان نے اس منتر سے یہ بات ثابت کی ہے کہ روح کی علت مادی انگ (اعضاء رئیسہ) ہی ہیں اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ تمام اعضاء (دل وغیرہ) انادی نہیں بلکہ حادث ہیں جب علتِ روح یعنی اعضاء حادث ہیں تو حادث سے انادی کا خروج بالبداہت باطل ہے۔

اس کے بعد ایک اور ایسا منتر پیش کرتا ہوں جس میں اور بھی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ روح کی علتِ مادی انگ (اعضاء) ہیں حتیٰ کہ اس منتر میں روح کو اعضاء کا رس کہا گیا ہے ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۱۹ منتر ۳۱، ص ۳۷۹ جمید ربھاشی

अद्भ्यः क्षीरं व्यपिबत् क्रुङ्ङाङ्गिरसो धिया

ترجمہ:۔ روح نے ہنس[*] جانور بن کر پانیوں میں سے دودھ کو اپنی عقل سے پیا تھا اس منتر میں روح کا نام (अङ्गिरसः) انگرسا یعنی انگوں (دل جگر وغیرہ اعضاؤں) کا رس آیا ہے یعنی جس طرح گنےّ میں رس اور بعض پھلوں میں میٹھا رس ہوتا ہے جو اس رس کی (حیثیت) گنے اور پھلوں میں ہوتی ہے وہی حیثیت و نسبت روح کو انگوں سے (اعضاؤں سے) ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ گنےّ کا وجود اور باقی پھلوں کے اجسام اس رس کی جو ان میں ہوتا ہے علت ہوتے ہیں ایسا تو نہیں ہوتا کہ گنا بغیر رس کے بڑھ کر مکمّل ہو جائے اور رس بعد میں یکدم آسمان سے اُتر کر اس میں داخل ہو جائے بلکہ تدریجاً جوں جوں گنے کا وجود پرورش پاتا ہے توں توں ساتھ ساتھ رس کا وجود بھی اپنی حالتِ ادنیٰ سے حالتِ اعلیٰ و کاملہ کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے جب گنے کا وجود مکمّل ہو جاتا ہے تب رس بھی گنےّ کی تکمیل کے ساتھ اپنی تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اس منتر سے اس وہم باطل کی تردید کی گئی ہے کہ اعضاء میں روح کہیں باہر سے لا کر چھوڑی جاتی ہے کیونکہ اعضاء کا رس کہکر بتایا ہے کہ اعضاؤں کی پیدائش کے ساتھ روح کی بھی پیدائش ہوتی ہے اور جوں جوں انگ (اعضاء) اپنی تکمیل کو پہنچتے ہیں توں توں روح بھی اپنی حالت ادنیٰ سے حالتِ اعلیٰ کی طرف حرکت کرتی رہتی ہے۔ یہاں دو باتیں خاصکر سوچنے کے لائق ہیں:۔

---

[*] نوٹ:۔ روح ہنس جانور بنا اور کیسے بنا اسکی تشریح کبھی پھر کیجائیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) جن جن چیزوں میں رس پیدا ہوتا ہے (مثلاً گنّا وغیرہ) ان چیزوں کا اپنا وجود پہلے موجود بالفعل فی الخارج ہوتا ہے ان کے اپنے جسم کے موجود ہونیکے ایک مدت بعد ان میں رس کا وجود پیدا ہوتا ہے مثلاً گنّے کو دیکھئے اپریل میں اس کی فصل پیدا ہوتی ہے یعنی ۱۰ یا ۱۲ اپریل تک اس کا وجود بالفعل موجود فی الخارج ہوجاتا ہے لیکن رس کا اس میں نام و نشان بھی نہیں ہوتا اگست میں جاکر گنے میں رس معمولی سا پیدا ہوکر دسمبر تک آہستہ آہستہ تدریجاً پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے ایسے ہی اس منتر میں روح کو انگوں کا رس کہکر وید بھگوان نے یہ بات ثابت کی ہے کہ اعضاؤں کے موجود ہونیکے (یعنی بن جانے کے) بعد روح پیدا ہوکر تدریجی ترقی کرتا ہوا پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے تو وہ انگ (اعضاء) جن میں سے اس کی پیدائش ہوتی ہے جب وہ حادث ہیں تو روح کا حادث ہونا بدرجۂ اولیٰ ثابت ہُوا۔

(۲) استقرائے تام سے یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز تدریجی ترقی کرتی ہے یعنی اپنی حالتِ ادنیٰ سے حالت اعلےٰ کو جاتی ہے یعنی اس میں ایک تغیر ہوتا ہے وہ چیز انادی نہیں ہوسکتی دنیا میں جسقدر جاندار چیزیں حیوانات نباتات جمادات سے لے لی جائیں وہ سب اشیاء آپکو اس بات میں متفق ملینگی کہ وہ حالتِ ادنیٰ سے حالت اعلیٰ کو منتقل ہوتی رہتی ہیں اور جس چیز میں یہ صفت پائی جائے وہ انادی نہیں بلکہ حادث ہوتی ہے۔

اب اس تمہید سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ روح (اپنی حالتِ ادنیٰ سے حالتِ اعلیٰ کو منتقل ہونیکی وجہ سے) متغیر ہے (صُغریٰ) اور ہر متغیر حادث ہے (کبریٰ) روح حادث ہے (نتیجہ)

اگر بالفرض محال یہ بھی مان لیں کہ روح اعضاؤں میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ کہیں باہر سے لائی جاتی ہے۔ گو یہ بات مذکورہ بالا منتروں کے صریح مخالف ہے لیکن آریہ متروں کی دلجوئی کے لئے اگر مان بھی لیں کہ کہیں باہر سے لاکر روح کو اجسام میں چھوڑا جاتا ہے۔ تب بھی اس کا ازلی ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ وضاحت سے اس کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۹ صـ ۵۲۷

चन्द्रमा मनसो जात श्चक्षोः सूर्यो अजायत श्रोत्रा
द्वायुश्च प्राणश्च मुखा दग्निर जायत

ترجمہ:۔ چاند برہماجی کے (دل) سے پیدا ہُوا اور (برہماجی کی) آنکھ سے سورج پیدا ہُوا کان سے ہوا اور روح پیدا ہوئی اور اس (برہماجی) کے مُنہ سے آگ پیدا ہوئی۔

ع زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا۔

لیجئے حضرات اس منتر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح چاند سورج آگ وغیرہ برہماجی کے اعضاء سے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا ہوئے ویسے ہی روح بھی ان کے کان سے پیدا ہوئی۔ دوسری بات یہ کہ برہما جی کون تھے وہ کہاں سے پیدا ہوئے اور کیسے پیدا ہوئے اور کس زمانے میں پیدا ہوئے اور اُن کو کس نے پیدا کیا یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں لیکن اس وقت مجبور ہوں کہ اس کو بالتفصیل بیان کروں انشاءاللہ العزیز آئندہ کبھی اس کو عرض کرونگا۔

ناظرین کرام کی خدمتمیں ایک عرض آپ لوگ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس احقر و ادنیٰ کو وہ توفیق عطا فرمائے کہ یہ عاجز بغیر پکشپات (طرفداری) کے حق اور باطل کو دنیا کے سامنے ایسی وضاحت سے پیش کرسکے کہ حق کو عزت اور باطل کو ذلت دائمی نصیب ہو۔ والسّلام

ادنےٰ خادم ناصرالدین عبداللہ بگولی مولوی فاضل عربی
وکابیہ تیرتھ (شاستری) سنسکرت

نئی کتابوں پر ریویو

مباحثہ بمبئی جناب سید محمد اسحٰق صاحب فاضل اور حکیم محمد حسین صاحب مریم عیسیٰ کے مابین ستمبر ۱۹۱۷ء میں ایک مباحثہ تحریری مسئلہ نبوۃ مسیح موعودؑ پر ہوا تھا۔ اور سب سے اوّل تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا۔ اب برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب نے چھپوایا ہے۔ حجم ۴۴ صفحے۔ کاغذ۔ کتابت ٹائٹل خوشنما قیمت صرف ۳؍ اس مباحثہ میں فریقین کے دلائل موجود ہیں اور اہل حق کا غلبہ ظاہر ہو رہا ہے ٭

مباحثہ سارچور ابتداء خلافت ثانیہ میں مسئلہ حیات ممات مسیح علیہ السلام پر مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مولوی عبداللہ صاحب غیر احمدی کے درمیان مباحثہ ہوا تھا یہ مباحثہ تشحیذ الاذہان میں چھپا تھا اور ابھی موجود ہے۔ یہ بھی برادر محمد یامین صاحب بڑاسنے دوبارہ چھپوالیا ہے صفحات ۴۴ کتابت طباعت عمدہ قیمت ۲؍ اس مباحثہ کے بعد مرزا دین محمد صاحب لنگروال نے بیعت کرلی اور ایک سکھ سردار نے مناظر احمدی کو انعام دیا ٭

توحید باری تعالےٰ جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پُر معارف تقریر جو جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء پر ہوئی بمکمل مفصّل چھاپی گئی ہے۔ اور تقریباً سو صفحے حجم ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کی قدر کی جائے گی۔ اور زیادہ سے زیادہ اشاعت میں حصہ لے کر برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان کی مساعی جمیلہ کو مشکور کیا جائے گا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"بیان"

مکرّم محترم جناب محمد اللہ بخش صاحب ضیاء (پشاوری) سلسلہ احمدیہ میں خدا کے فضل سے شامل ہو گئے ہیں آپ نے ایک "بیان" رسالے کی صورت میں شائع کیا ہے۔ یہ بیان کیا ہے ایک متلاشی حق روح کی داستان ہے جو نہایت قابلیت کے ساتھ ایک مؤثر و دل نشین پیرائے میں بلا کسی تصنع و تکلف کے لکھی گئی ہے۔ پہلے تو آپ نے بتایا ہے کہ مجھے بدءِ شباب سے مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو مرکز وحید پر جمع کرنے کی تمنا و آرزو تھی۔ اور اسی کے حصول کے لئے مختلف فرقوں متعدد جمعیتوں میں شامل ہوا ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم ❊ جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

لیکن حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال و کمال کے سامنے دنیا بھر کو جھکا ہوا دیکھنے کی خواہش رکھنے والے نے کیا دیکھا۔ فرماتے ہیں:۔

"اسلام کے کسی غیر احمدی فرقہ میں قول اور عمل کا تطابق نہیں دیکھا زندہ خدا کا روشن اور واضح ثبوت نہیں دیکھا اسلامی حمیت اور اخوت نہیں دیکھی ایک نظام سے وابستگی نہیں دیکھی ایثار کا مادہ نہیں دیکھا۔ جہاد کے لئے صحیح معنوں میں تیاری نہیں دیکھی اور سب سے اہم تر یہ کہ زندہ خدا پر ایمان نہیں دیکھا۔ رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ سے عشق اور محبت نہیں دیکھی۔ قرآن مجید کی عزت اور وقعت نہیں دیکھی حدیث سے اُلفت نہیں دیکھی سُنّت رسول سے دلچسپی نہیں دیکھی اسلامی روایات کو قائم رکھنے کا جذبہ نہیں دیکھا خوف خدا نہیں دیکھا یوم جزا و سزا کا ڈر نہیں حیات جاودانی کے لئے سامان مہیا کرنے کی فکر نہیں دیکھی۔ الغرض اسلام کا نام و نشان نہیں دیکھا"

پس آخر کار آپ کو روشنی کا مینار نظر آیا اور اس طوفان و تلاطم سے جدّ و جہد کرتے ہوئے ساحل مراد پر پہنچے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"ملّت اسلامیہ کے اکثر افراد کے متعلق تجربہ حاصل ہوا تو میں سمجھ گیا کہ درحقیقت قوموں کی اصلاح وہ شخص نہیں کر سکتا۔ جس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی روحانی تعلق نہ ہو جس کی روح کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے خاص اپنے ہی ید قدرت کے ساتھ تمام آلودگیوں سے پاک و صاف نہ کیا ہو۔ جس کے دل کو خدا کے فرشتوں نے ایمان و یقین کے نور سے نہ بھر دیا ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کی پُشت پر غیبی امداد موجود نہ ہو جس کے ہاتھ میں آسمانی سند نہ ہو۔ جس کے ساتھ کُھلے کُھلے نشانات نہ ہوں اور جس کی زندگی قوم کے لئے نہیں بلکہ خدا عزّ وجل کی غلامی کے لئے وقف نہ ہو چکی ہو۔"

یہ الفاظ ضیاء صاحب "یہ وہ نتیجہ ہے جو بہت روپیہ اور بہت وقت صَرف کرکے بڑی بڑی مشکلات کا سامنا اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کرکے ایک وسیع مطالعہ اور صبر آزما تجربہ کے بعد اخذ کیا گیا ہے۔"

ارباب وطن کو چاہیئے کہ اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ کہ یہی حق ہے اور یہی صراط مستقیم۔ جناب ضیاء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر بھی مختصر بحث کی ہے اور آپ کی تعلیم کا خلاصہ بھی دیا ہے۔ موٹے موٹے عنوان یہ ہیں "احمد نبی اللہ پر مولویوں کے افتراء کا رد" "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم" "عالم اسلام کو دعوۃ عمل" الغرض یہ رسالہ تبلیغ کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ہے۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ برادر ضیاء سلّمہ ربہٗ کو اس روشنی سے بہرۂ وافی عطا فرمائے جس کا منبع نور السمٰوات والارض کا فیضان خاص ہے۔ اور آپ کو استقامت کے ساتھ حُسنِ عمل کی توفیق حَسَن بخشے ۔ (ایڈیٹر)

طوفانِ تبسّم

لکھنؤ کی زبان اور جناب شوکت تھانوی مشہور مزاح نگار کا بیان ہو۔

پھر یہ دلآویز کتاب کیوں نہ ادبی آنکھوں سے لگا لینے کے قابل ہو۔ ماشاءاللہ جو کچھ لکھا ہے خوب لکھا ہے۔ خیابانِ ظرافت میں یہ گُل کاریاں۔ سزاوار ہزار تحسین ہیں۔ اِس حصّے میں ۱۷ مضامین ہیں۔ ہر مضمون فصاحت مشحون ہے۔ اور روتوں کو ہنسا دینے کے لئے ایک افسوں۔ غمناک کو شگفتہ بنانے کے لئے طرفہ معجون۔ میری نگاہ میں سب سے زیادہ قدر اس بات کی ہے۔ کہ یونہی لغو مذاق نہیں کیا بلکہ ہنسی ہنسی میں نہایت کام کی باتیں لکھ دی ہیں۔ جو تمدّنی معاشرتی اصلاح کا موجب ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے حجم ۲۴۰ صفحے۔ طباعت کتابت کاغذ دیدہ زیب

ملنے کا پتہ :- شوکت بُک ڈپو لکھنؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ختنہ

آجکل رسم ختنہ کی پابندی صرف یہودیوں اور مسلمانوں میں موجود ہے لیکن زمانہ قدیم میں یہ رسم مشرق ومغرب کی مختلف قوموں میں مروج تھی۔ بہتیرے آدمی مختون پیدا ہوتے ہیں اور اس کی مثالیں اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ روایتوں میں ہے کہ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم بھی مختون پیدا ہوئے تھے حضرت عیسیٰؑ وموسیٰؑ بھی سُنّت ابراہیمی کی پیروی کرکے ختنہ کے حکم پر عامل ہوئے تھے کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ انسان فطرت کی بہترین ایجاد ہے اس لئے اس میں کسی کمی بیشی کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مگر دنیا میں ایسے ڈاکٹر بھی کم نہیں جو مثلاً گلٹیوں کو ایک دم کاٹ ڈالنے ہی کی رائے دیتے ہیں اور ان کا قطع کر ڈالنا ہی ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ جسم انسانی میں کچھ ایسے حصے ضرور ہیں جن کا کاٹنا اور برابر کرنا لازم ہے مثلاً ناخن یا بال چنانچہ انسان تو انسان ان چیزوں کا تراشنا ہمارے پالتو جانوروں تک کے لئے معمول ہے۔ ختنہ کی پابندی مسلمانوں کے یہاں تمام دنیا میں بطور ایک حکم مذہبی کے معمول بہ ہے۔

ذیل میں یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ کے ماہوار رسالہ ورجینا میڈیکل منتھلی کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں نہایت وضاحت سے اس امر کا ثبوت مندرج ہے کہ ختنہ کی رسم نہایت مفید ہے۔

"ڈاکٹر وٹنی صاحب ختنہ کرانے کی سفارش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر اس پر نوعمری میں عمل کیا جائے تو اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بُری عادتوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ صفائی کے لئے یہ بہت بڑا معین ہے۔ اس سے ایک نہایت حساس عضو کا ہیجان رُکتا ہے جس سے گندہ اور مضر خواہشات نہیں پیدا ہوتے بسا اوقات اس سے جریان۔ پروسٹیٹوریا اور ازین قبیل بہتری اعصابی امراض میں تخفیف ہوتی ہے جن کا اعصاب سے تعلق ہے اور جہاں حیوانی اجزاء سے اعصابی تاثرات خراب ہوچکے ہوں۔ ختنہ سے آتشک رُکتی ہے۔

اردین صاحب کا بیان ہے کہ قومی ختنہ ریاستہائے متحدہ کی سالانہ (۴۰۰۰) اموات کو روک دیگا اور چند ہی سال کے اندر عملی طور پر تمام مردوں اور عورتوں کے اپنے پیدا کردہ آتشک کو بلکہ بچوں کے وراثتی مرض آتشک کو بھی بالکل بند کردیگا۔ اگر تمام ختنہ کی پابندی کرلیں تو اس کا اثر مرکزی آؤٹ ڈین اور ارس فنیامن سے بدرجہا زیادہ اچھا ہوگا۔ آتشک کے علاج میں بڑی چیز رگڑ کو روکنا ہے جو ختنہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی معمولی جراحی سے بآسانی پورا ہو جاتا ہے۔

گروکل کانگڑی کے پروفیسر ستیا رتھا نے اپنی مطبوعہ کتاب "کانفیڈنشل ٹاکس ٹو ینگ مین" میں حسب ذیل پُر معنی بات کہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ کیسی مفید چیز ہے نیز پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنے میں کیا فوائد ہیں، یاد رہے کہ پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا مسلمانوں کے لئے مذہباً لازمی چیز ہے) پروفیسر صاحب فرماتے ہیں :-

"ہر مرتبہ پیشاب کرنے کے بعد حشفہ کو پانی سے نہ دھونے میں گندگی تو ہے ہی اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ حشفہ پر جو پوست ہوتا ہے (جسے ختنہ میں کاٹ ڈالا جاتا ہے) اُس کی جڑ میں ایک قسم کی سفید بو دار رطوبت بھی ہوتی ہے جسے خوب اچھی طرح روزانہ دھونا چاہیئے اس کے علاوہ اُس کھلڑی کے اندرونی سطح پر چھوٹی چھوٹی گلٹیاں بھی ہوتی ہیں اُن سے بھی ایک خاص قسم کی بو دار رطوبت نکلتی ہے چنانچہ ان کو اچھی طرح نہ دھونے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک قسم کی خارش اور بے آرامی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض موقعوں پر یہ پوست نہایت تنگ ہوتا ہے اور اس سبب سے اچھی طرح اُلٹ نہیں جا سکتا لہذا گلٹیاں نمایاں نہیں ہوتیں حالانکہ دھونے کیلئے ایسا ہونا ضروری ہے اور بعضوں کے یہاں یہ کھلڑی بہت زیادہ ہوتی ہے اور لٹکی رہتی ہے (اس صورت میں بھی دھونے میں دشواری ہے) ان حالات میں اس زیادتی کو کسی ماہر جراح سے کٹوا ڈالنا بہرحال اچھا ہے جس سے بہ کثرت دشواریوں اور بیماریوں کا سدباب ہو جائیگا۔ اگر اس کا عہد کریں کہ گلٹیوں پر سے اُس پوست کو آہستہ آہستہ ہٹا کر اچھی طرح دھو لیا کرینگے تو نوجوانوں میں فیصدی ۷۵ کی شکایات تو یکقلم دُور ہو جائینگی مگر یہ عادت بچپنے سے ماؤں کے ذریعے سکھلائی جانی چاہیئے" (الواعظ لکھنؤ)

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے کے لئے بہترین موقع ہے۔

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے :-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	″	۲۳ روپے	″	۱۲ روپے
تین ماہ	″	۱۲ روپے	″	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے ÷ نصف صفحہ ۲½ روپے ÷ فی سطر ۴ر

مینجر ریویو اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس ـ کے برمن) لیمیٹڈ

یہ پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD.) اسٹار ٹریڈ مارک

Regd

ہیلک مرہم

کٹے جلے ـ چوٹ وغیرہ پر لگانے کا
مشہور مرہم

اچانک چوٹ ـ زخم ـ جلن ـ درد ـ خون بہنے یا آگ سے
جلنے کے آبلہ اور زہریلے کیڑوں کے کاٹنے کی جگہ پر
ہیلک مرہم لگانے سے فوراً آرام ہوتا ہے
یہ صرف جڑی بوٹیوں سے ہی تیار ہوا ہے۔

قیمت فی ڈبی دس آنہ ۱۰/
ڈاک محصول سات آنہ ۷/
نمونہ کی ڈبی دو آنہ ۲/
جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتی ہے۔

Regd

سرباُمنا

(سر اور ریاحی درد کی ٹکلی)
یہ روتے کو ہنساتی ہے
آدھے یا سارے سر میں خواہ
کسی وجہ سے درد ہو اس دوا سے
تکلیف جاتی رہے گی ـ صرف یہی نہیں
بلکہ درد سے سر پھٹا جاتا ہو اُڑا جاتا ہو تو بھی
اس دوا سے فوراً آرام ہوگا۔
قیمت فی شیشی نو آنہ ۹/ ڈاک محصول آٹھ شیشی تک سات آنہ ۷/
نمونہ ڈیڑھ آنہ ۱/۶ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے۔

نوٹ :ـ ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں کے ہاں اور دواخانوں میں ملتی ہے دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ ۱۱۷ پوسٹ بکس ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ : قادیان ، گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان سے شائع کیا